تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار   لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم   ۱۶ تا ۲۲ جولائی ۱۹۹۸ء   مدیر : حافظ عاکف سعید

قرآن ایک صاف شفاف آئینہ ہے

جس میں افراد اور قومیں اپنا چہرہ دیکھتی اور اپنا مقام پہچانتی ہیں

میں نے اپنے ایک عزیز دوست سے سورۃ الانبیاء کی تلاوت سنی تو اس کی ایک عبرت آموز آیت نے میرے ذہن میں بے شمار معانی کے دریچے کھول دیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے : ﴿لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ "ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا تذکرہ ہے تو تم غور کیوں نہیں کرتے؟" (الانبیاء : ۱۰) یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ قرآن ایک صاف شفاف 'سچا' وفادار اور دیانت دار آئینہ ہے جس میں ہر شخص اپنے خد و خال دیکھ سکتا ہے' معاشرہ میں اپنا مقام پہچان سکتا ہے اور خدا کے نزدیک اپنا مرتبہ معلوم کر سکتا ہے۔ کیونکہ قرآن انسانوں کے اخلاق و صفات بیان کرتا ہے اور اس میں انسانیت کے اعلیٰ اور ادنیٰ ہر طرح کے نمونہ کی تصویریں موجود ہیں ﴿فِيْهِ ذِكْرُكُمْ﴾ یعنی اس کتاب میں تمہارا بیان ہے' تمہارے حالات و اوصاف مذکور ہیں' جیسا کہ بہت سے علماء نے سمجھا ہے' سلف قرآن کو ایک زندہ' بولنے والی اور زندگی سے لبریز کتاب تصور کرتے تھے' ان کے نزدیک قرآن کوئی تاریخی اور آثار قدیمہ کی چیز نہیں تھی' جو صرف ماضی اور اگلے وقتوں کے لوگوں سے بحث کرتی ہو اور جس کا زندہ لوگوں' بدلتی ہوئی انسانی زندگی اور انسانیت کے ان بے شمار و لامحدود نمونوں سے' جو ہر زمان و مکان میں موجود رہتے ہیں کوئی تعلق نہ ہو۔

ہمارے اسلاف اپنے اخلاق و اوصاف اور اپنے اندرون کو بخوبی جانتے تھے۔ ہر چیز ان کے سامنے روشن اور عیاں ہوتی تھی' وہ اسی قرآن سے رہنمائی حاصل کرتے تھے' اسی عجیب و غریب کتاب میں اپنے چہرے ڈھونڈتے اور اپنے اخلاق و اطوار کی سچی اور صحیح تصویر تلاش کرتے تھے اور بہت آسانی سے خود کو اس کتاب میں پا جاتے تھے اور پہچان لیتے تھے۔ اگر ذکر خیر ہوتا تو خدا کا شکر ادا کرتے اور کچھ اور ہوتا تو استغفار کرتے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرتے تھے۔

(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی کتاب "کاروان زندگی" سے ایک اقتباس)

قیمت : 3 روپے

شمارہ : 27

عاکف سعید

خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ

ایک اخباری اطلاع کے مطابق پاکستان میں امریکہ کے سفیر تھامس سائمنز نے فرانس کے قومی دن کی تقریب میں ایک اخباری نمائندے سے گفتگو کرتے ہوئے پاکستان کے بارے میں بڑا دلچسپ بیان دیا۔ مسٹر تھامس کا کہنا تھا کہ "پاکستان ایک عظیم ملک ہے لیکن یہ ایک پیچیدہ ملک بھی ہے"۔

امریکی سفیر کے اس جملے کے پہلے حصہ کو "پاکستان ایک عظیم ملک ہے" ڈپلومیٹک بیان بھی قرار دیا جاسکتا ہے' اس لئے کہ مذکورہ تقریب اسلام آباد میں منعقد ہو رہی تھی اور سفارتی آداب کا تقاضا بھی یہی تھا کہ امریکی سفیر پاکستان کے لئے نیک جذبات کا اظہار کرتے' تاہم ان کے جملے کا دوسرا حصہ نہایت معنی خیز ہے بلکہ یہ ایک نوع کا اعتراف حقیقت ہے جو سفیر موصوف کی زبان سے ادا ہوا —— پاکستان واقعتاً بہت سے اعتبارات سے ایک پیچیدہ ملک ہے۔ اس کی پیچیدگی کا ایک پہلو یہ ہے کہ یہاں ایک جانب سیکولر ذہن رکھنے والے کثیر تعداد میں موجود ہیں تو دوسری طرف خالص دینی و مذہبی سوچ رکھنے والے بھی اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں' نتیجہ یہ ہے کہ یہ ملک نہ تو کھلم کھلا سیکولرزم کے راستے پر پیش قدمی کر پایا ہے اور نہ نفاذ دین کی منزل یہاں سر ہو سکی ہے —— اسی طرح ایک پیچیدگی یہ بھی گنوائی جاسکتی ہے کہ اس ملک میں بیک وقت کئی نظام ہائے تعلیم رائج ہیں۔ سکولوں اور کالجوں کا نظام تعلیم اپنا ہے اور دینی مدارس کا اپنا۔ ان دونوں میں نہ صرف یہ کہ کوئی ہم آہنگی موجود نہیں ہے بلکہ بہت سے اعتبارات سے یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پانے والے بالعموم دینی علوم سے نابلد ہوتے ہیں اور مدارس دینیہ سے سند فراغت پانے والے عام طور پر دنیوی علوم سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ پھر سکولوں اور کالجوں میں بھی دہرا نظام تعلیم رائج ہے۔ انگلش سکولوں میں تعلیم پانے والوں کی ذہنیت اور عام سکولوں میں پڑھنے والوں کی ذہنیت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ نظام ہائے تعلیم اور ذہنیتوں کا یہ فرق ملکی ترقی اور استحکام کی راہ کی ایک بڑی رکاوٹ ہے —— ایک اور پیچیدگی جو امریکی سفیر کے لئے زیادہ پریشانی کا باعث ہو سکتی ہے وہ یہ کہ ایک جانب یہ بات تسلیم کی جاتی ہے کہ پاکستان کے حکومتی معاملات میں امریکی اثر و نفوذ اس درجے گہرا ہے کہ یہاں ایک پتہ بھی امریکی حکومت کے اذن کے بغیر جنبش نہیں کرتا لیکن دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ امریکہ ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے باوجود اور پاکستان کی معاشی مجبوریوں کے حوالے سے اپنی شرائط منوانے کے باوجود پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو رول بیک کرنے یا کیپ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ یہی نہیں بلکہ پاکستان کے ایٹمی تجربات کو روکنے اور پاکستان کو ایٹمی طاقتوں کی صف میں شامل ہونے سے باز رکھنے کی ان کی ہر کوشش رائیگاں گئی اور وہ کمزور سا پاکستان جسے وہ بجا طور پر اپنے گھڑے کی مچھلی سمجھتے رہے اور جس کی دم توڑتی معیشت ہرگز ایٹمی تجربہ کرنے کی متحمل نہ ہو سکتی تھی' امریکہ کے تمام تر دباؤ کو مسترد کر کے ایٹمی دھماکہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

درحقیقت یہی وہ پیچیدگی ہے جو ان کے لئے ایک معمہ بنی ہوئی ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ اس معمے کو حل کرنے میں کبھی کامیاب نہ ہو سکیں گے' اس لئے کہ پاکستان کو دیگر ممالک پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ یہ دنیا کا واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا اور جس کا قیام "معجزانہ" تھا ؎

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

ہندو اور انگریز کی شدید مخالفت کے باوجود اللہ نے یہ خطہ زمین ہمیں عطا کیا تاکہ ہم یہاں ایک ماڈل اسلامی ریاست قائم کر سکیں۔ یہ ایک الگ بحث ہے کہ ہم نے اللہ سے کئے ہوئے عہد کو ایفا نہ کیا تو اس کی سزا کے طور پر سقوط مشرقی پاکستان کی صورت میں شدید ذلت و رسوائی ہمارے حصہ میں آئی —— قیام پاکستان کی طرح ایٹمی صلاحیت کا حصول بھی خالص معجزانہ ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں اقوام عالم میں ہمارا جو پست مقام ہے اس سے سب باخبر ہیں۔ ہمارے بجٹ میں تعلیم کے لئے جو انتہائی قلیل حصہ مختص کیا جاتا ہے اسے بیان کرتے ہوئے حجاب محسوس ہوتا ہے' اس کے باوجود ایٹمی صلاحیت کا حاصل کر لینا اور اس طرح پورے عالم اسلام میں ایک ممتاز مقام پر فائز ہونا معجزۂ الٰہی نہیں تو اور کیا ہے! —— ان تمام باتوں سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ اس خطہ زمین کو عالمی غلبہ اسلام کے ضمن میں کوئی خصوصی رول ادا کرنا ہے۔ اب دیکھنا صرف یہ ہے کہ وہ کون سے خوش نصیب ہیں جو اللہ کے دین کے غلبہ و اقامت کی خاطر تن من دھن نچھاور کر کے سرخروئی حاصل کرتے ہیں اور کون وہ ہیں کہ جن کے حصے میں بدنصیبی ہی بدنصیبی ہے۔ اللھم انصُر مَنْ نَصَرَ دِینَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم' واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا معھم۔ (آمین) OO

دینی و دنیوی تعلیم کا سنگم

قرآن کالج لاہور

ایف اے اور آئی کام میں داخلے شروع ہیں

داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 31 جولائی 98ء ہے

نتیجہ کے منتظر طلبہ بھی درخواست دے سکتے ہیں

رابطہ کیجئے: پرنسپل قرآن کالج

191۔ اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن لاہور فون: 3-5869501

ممتاز عالم دین ڈاکٹر اسرار احمد امیر تنظیم اسلامی
کی تالیفات' خطابات اور دروس قرآن مجید میں سے

دو تعارفی سیٹوں کا انتخاب مع مکمل فہرست کتب و کیسٹ

10 کتب کا سیٹ (رعایتی قیمت -/65)

1- اسلام کا معاشی نظام 2- راہ نجات
3- فرائض دینی کا جامع تصور
4- نظام خلافت کے خدوخال 5- عزم تنظیم
6- دعوت الی اللہ 7- تنظیم اسلامی کی دعوت
8- نبی اکرم سے ہمارے تعلق کی بنیادیں
9- مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق
10- اسلام میں عورت کا مقام

5 کیسٹس کا سیٹ (رعایتی قیمت -/125)

1- امت مسلمہ کے زوال کے اسباب
2- عظمت قرآن مجید
3- ہمارا دین ہم سے کیا چاہتا ہے؟
4- نیکی کا حقیقی تصور
5- پاکستان میں نظام خلافت کے قیام کا لائحہ عمل

نوٹ: یہ سیٹ پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں تنظیم اسلامی کے مقامی دفاتر سے حاصل کئے جاسکتے ہیں' مرکزی دفتر سے بذریعہ وی پی یا منی آرڈر طلب کئے جاسکتے ہیں۔ (ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

تنظیم اسلامی پاکستان' 67/A علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور فون 6305110 6316638

اسلامی نظام نافذ نہ کر کے اُمت مسلمہ توہین رسالتؐ کے جرم کا ارتکاب کر رہی ہے

اِرتداد کا فتنہ اسلامی ریاست کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے لئے نہایت موثر ہتھیار ہے

اگر توہین رسالتؐ کا قانون نہ ہوتا تو اسلام اور پاکستان کے دشمن ہماری معاشرتی و ملی زندگی کے جذباتی مرکز کو منہدم کر دیتے

قتل مرتد کی سزا ان لوگوں کی سمجھ میں کیسے آئے جو مذہب اور ریاست دونوں کو الگ الگ سمجھتے ہیں؟

پاکستان میں "قتل مرتد" کا قانون نافذ کئے بغیر قادیانی فتنے کا سدباب نہیں ہو سکتا

مسجد دار السلام باغ جناح میں ۱۰ جولائی ۹۸ء کو امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب : نعیم اختر عدنان

میری آج کی گفتگو کا موضوع "توہین رسالت" ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ گزشتہ دنوں مجھے ایک صاحب کی طرف سے رقعہ ملا تھا جس میں توہین رسالت کے حوالے سے سوال کیا گیا تھا۔ اسے پڑھ کر فوری طور پر ۹۱ء میں بننے والا توہین رسالت کا قانون ذہن میں آیا' جس کے بارے میں نہ صرف اندرون ملک عیسائی اقلیت نے شدید احتجاج کیا ہے بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی مغربی حکومتوں کی جانب سے تاحال احتجاج جاری ہے۔ مگر جب میں نے اس رقعے کو بعد ازاں غور سے پڑھا تو اس میں زیر بحث موضوع سے ہٹ کر سوال کیا گیا تھا۔ رقعہ کی عبارت یہ ہے :

"محترم ڈاکٹر اسرار صاحب' امیر تنظیم اسلامی' السلام علیکم!

توہین رسالتؐ کیا ہے؟ کیا حضور ﷺ کے ارشادات کی نفی توہین رسالت کے ضمن میں نہیں آتی؟ اگر آتی ہے تو کیا حکومت وقت سودی نظام جاری رکھ کر توہین رسالتؐ کا ارتکاب نہیں کر رہی؟ حضور ﷺ نے اپنے آخری خطبہ حجۃ الوداع میں سود کو حرام قرار دیا ہے اگر ہم اس نظام کے خلاف جدوجہد نہ کریں تو کیا ہم بھی توہین رسالتؐ کا جرم کرنے والوں میں شامل ہوں گے؟ آپ اپنا موقف واضح طور پر سمجھا دیں"۔

توہین رسالت کے قانون کے حوالے سے یہ مسئلہ کافی عرصہ سے زیر بحث رہا ہے مگر میں نے اس مسئلہ پر کبھی گفتگو نہیں کی' تاہم اب میں اس کمی کی تلافی کرتے ہوئے اس موضوع پر اپنے نقطۂ نظر کو مرتب انداز میں واضح کر رہا ہوں۔ اس رقعہ کے پس منظر میں جو چیز مضمر ہے اسے سمجھنا ضروری ہے۔ ایک کفر حقیقی ہے اور دوسرا کفر قانونی' جس کے ارتکاب سے کوئی شخص مرتد قرار پاتا ہے۔ کفر حقیقی کیا ہے؟ حدیث کی رو سے ((مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ)) "جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اُس نے

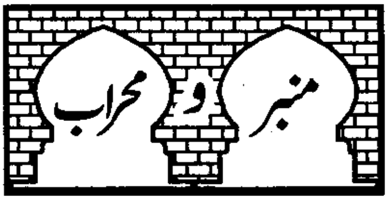

کفر کیا"۔ اس فرمان نبویؐ کا یہ مطلب نہیں کہ تارک نماز کافر ہو گیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ((مَا اٰمَنَ بِالْقُرْاٰنِ مَنِ اسْتَحَلَّ مَحَارِمَهٗ)) "جس شخص نے قرآن کی حرام کردہ کسی شے کو اپنے لئے حلال ٹھہرا لیا اس کا قرآن مجید پر کوئی ایمان نہیں"۔ لیکن کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ ایسا شخص مرتد ہو گیا ہے؟ اسی طرح حضورؐ نے تین مرتبہ قسم کھا کر ارشاد فرمایا ((وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ الَّذِىْ لَا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ)) "خدا کی قسم! وہ شخص ایمان نہیں رکھتا جس کا پڑوسی اس کی ایذا رسانی سے چین میں نہیں ہے"۔ پڑوسی کے ساتھ برا سلوک نہ شرک ہے' نہ کفر اور نہ ہی کبیرہ گناہ ہے بلکہ یہ ایک اخلاقی برائی ہے' کج خلقی ہے۔ لیکن اس شخص کے اس رویئے پر حضورؐ نے اس کے "عدم ایمان" کی تین دفعہ قسم کھائی تو کیا ایسا شخص کافر ہے؟۔ یہ بڑا پیچیدہ اور مشکل مسئلہ تھا جسے امام ابوحنیفہؒ نے اپنی کتاب "فقہ الاکبر" میں بڑی عمدگی سے حل کیا ہے۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا البتہ دین کی کسی بنیادی چیز کے انکار سے کفر لازم آتا ہے۔ جیسے نماز کا انکار کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے مگر تارک صلوۃ کافر نہیں ہوتا محض کفر حقیقی کا مرتکب قانوناً مرتد نہیں ہوتا' البتہ گناہگار ہوتا ہے۔ اس حوالے سے دیپالپور ضلع اوکاڑہ کے ایک درویش سائیں عبدالرزاق مرحوم کا مشہور مقولہ آخری بات ہے۔ وہ کیف و سرور کے عالم میں کہا کرتے تھے کہ "جو دم غافل سو دم کافر"۔ گویا کفر حقیقی کی آخری حد یہ ہے کہ انسان کا جو سانس بھی غفلت میں گزرتا ہے وہ گویا ایک طرح کے کفر میں گزرتا ہے۔ اسی طرح ایک شرک فی العقیدہ کا معاملہ ہے اور ایک شرک فی العمل ہے۔ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اسی طرح کا معاملہ نفاق کا بھی ہے' ایک نفاق قلبی ہے اور دوسرا نفاق عملی یا فعلی ہے۔ یعنی ایک شخص جھوٹ بولتا ہے تو اس میں ایک طرح کا نفاق موجود ہے لیکن اسے آپ عقیدے کا نفاق نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح ناموس رسالتؐ کی توہین کا معاملہ ہے۔ ایک توہین رسالتؐ حقیقی' ظاہری اور عملی ہے اگرچہ اس میں نیت شامل نہیں ہوتی حضور ﷺ کی سب سے بڑی توہین تو یہ ہے کہ آپؐ کے احکامات سے سرتابی کی جائے' آپؐ کی نافرمانی بھی آپ کی توہین ہی کے مترادف ہے! حضور ﷺ کے فرمان کو پس پشت ڈال کر من مانی کرنا اللہ تعالیٰ اور حضورؐ پر کے منافی ہے! لیکن اس کے باوجود قانونی اعتبار سے فرق و امتیاز اپنی جگہ موجود رہے گا۔ ایک معاملہ قابل دست اندازی پولیس جرم کا ہے جبکہ بعض اخلاقی جرائم ہوتے تو بہت بڑے ہیں مگر یہ قانون کی زد میں نہیں آتے' جیسے غیبت کا گناہ ہے۔ اخلاقی

سطح پر جرم اور قانونی سطح پر جرم کے مابین فرق تو رہے گا۔ توہین رسالتؐ کا قانونی اطلاق صرف کسی ایسے قول، فعل یا ظاہر و باہر عمل پر ہو گا جس سے حضور ﷺ کی توہین کا پہلو نکلتا ہو اور اس امر کے بھی شواہد موجود ہوں کہ ایسا بدنیتی سے کیا گیا ہے۔ غیر شعوری طور پر توہین رسالتؐ کا ارتکاب قابل معافی ہے جو توبہ کرنے سے معاف ہو جائے گا۔ لیکن اگر شواہد سے یہ ثابت ہو جائے کہ کسی شخص کی طرف سے جان بوجھ کر اور شعوری طور پر اس کی تحریر و تقریر یا فعل کے ذریعے توہین رسالتؐ کا پہلو نکلتا ہے تو ایسے شخص پر توہین رسالتؐ کے قانون کا یقیناً اطلاق ہو گا۔

جہاں تک حقیقی توہین رسالتؐ کا تعلق ہے پوری اُمت مسلمہ اسلامی نظام نافذ نہ کر کے توہین رسالتؐ کے جرم کا ارتکاب کر رہی ہے۔ دُنیا کا کونسا ملک ایسا ہے جس میں نظام مصطفیٰؐ قائم ہے؟ اگرچہ سعودی عرب' ایران اور افغانستان میں چند اسلامی قوانین نافذ ہیں مگر اسلام کا نظام حیات تو کسی ایک ملک میں بھی نافذ نہیں ہے۔ پوری دُنیا کے کسی ایک ملک میں بھی اسلامی نظام کا نافذ نہ کرنا گویا حضور ﷺ کی توہین کے ارتکاب کے مترادف ہے۔ مزید براں اُمت کی عظیم اکثریت انفرادی سطح پر بھی اس جرم کی مرتکب ہو رہی ہے' البتہ کچھ لوگ ضرور ایسے موجود ہیں جنہوں نے دین کو اپنے سینے سے لگا رکھا ہے اور حضور ﷺ کی سنتوں پر عمل پیرا ہیں۔ ذرا غور فرمایئے وہ مسلمان جو "شیو" بناتا ہے وہ محمد رسول ﷺ کے ایک واضح حکم کی حکم عدولی و نافرمانی کا ارتکاب کر رہا ہے' گویا وہ روزانہ اپنے عمل سے حضور ﷺ کے حکم کی توہین کر رہا ہے۔ اُس نے محض زمانے کے ایک فیشن اور چلن کی وجہ سے حضور ﷺ کے حکم اور عمل دونوں کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ داڑھی رکھنا تو تمام انبیاءؑ کی سنت ہے خود حضور ﷺ کا قول و عمل اس پر موجود ہے۔ آپؐ نے فرمایا "داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ"۔ یہ حضور ﷺ کا واضح حکم ہے۔ داڑھی رکھنا سنت مؤکدہ ہے جس کی نافرمانی کا ارتکاب کرنا آپؐ کے حکم کی توہین ہی تو ہے۔ لیکن یہ توہین عموماً شعور اور ارادہ کے ساتھ نہیں ہوتی بلکہ اسے عمل کی کوتاہی کا نام ہی دیا جا سکتا ہے!

قانون توہین رسالتؐ کا تاریخی پس منظر

اس عمل کا آغاز ۱۹۸۳ء میں ہوا۔ لاہور میں مشتاق راج نامی وکیل نے انگریزی زبان میں Heavenly Comonism کتاب لکھی جس میں اُس نے اللہ تعالیٰ' حضور ﷺ اور اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا۔ اس کتاب پر پورے ملک میں زبردست احتجاج کیا گیا تو مجبوراً حکومت نے نقص امن کے خطرے کی وجہ سے اس وکیل کو دفعہ 295(A) کے تحت گرفتار کر لیا۔ ۱۹۸۴ء میں وفاقی شرعی عدالت میں جناب اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ کی طرف سے شریعت پٹیشن دائر کی گئی جس میں کہا گیا کہ توہین رسالتؐ کو قابل گرفت جرم قرار دیا جائے اور اس کی سزا موت مقرر کی جائے۔ اس اہم مسئلے پر پورے ملک میں بحث و تمحیص شروع ہو گئی۔ اسی دوران انسانی حقوق کے حوالے سے شہرت حاصل کرنے والی خاتون ایڈووکیٹ مسماۃ عاصمہ جیلانی نے اپنی تقریر میں حضور ﷺ کے لئے نامناسب الفاظ استعمال کئے۔ اس خاتون نے "اُمّی" کے لئے "Illiterate" کا لفظ استعمال کیا' یہ لفظ یقیناً توہین آمیز ہے۔ ایک اور خاتون مرحومہ آپا نثار فاطمہ بھی تھیں جو دین کی پرجوش مبلغہ اور اس وقت ایم این اے تھیں' محترمہ مولانا امین احسن اصلاحی مرحوم کی خواہر نسبتی (سالی) بھی تھیں۔ انہوں نے ۱۹۸۷ء میں قومی اسمبلی میں باقاعدہ ایک "بل" 295(C) کے نام سے پیش کیا۔ اس بل کو قومی اسمبلی نے باقاعدہ بحث کے بعد منظور کر لیا۔ اس قانون کے مطابق توہین رسالتؐ کے جرم کے مرتکب شخص کے لئے عمر قید اور سزائے موت پر مبنی دو سزائیں مقرر کر دی گئیں۔ اس پر جناب اسماعیل قریشی نے شرعی عدالت میں ایک اور پٹیشن دائر کر دی کہ توہین رسالتؐ کے جرم پر عمر قید کی سزا درست نہیں ہے اس قانون میں ترمیم کر کے توہین رسالتؐ کی سزا بطور حد "موت" مقرر کی جائے۔ لہٰذا ۱۹۹۱ء میں 259(C) کی حیثیت سے پورے ملک میں توہین رسالتؐ کا قانون لاگو ہو گیا جس کے خلاف بین الاقوامی سطح پر احتجاج کیا جا رہا ہے۔ امریکی صدر کلنٹن اور پوپ پال تک کو اس قانون سے پریشانی لاحق ہے۔ توہین رسالتؐ کے قانون کی منظوری جناب اسماعیل قریشی کا اصل کارنامہ ہے۔

اسی طرح قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا معاملہ ہے۔ ۱۹۷۴ء میں اٹھنے والی ختم نبوت کی تحریک کے نتیجے میں وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اس قادیانی مسئلے کو نہایت عمدہ طریقے سے قومی اسمبلی کے ذریعے حل کر دیا۔ اگرچہ مختلف عدالتی کیسوں میں قادیانیوں کے خلاف فیصلے ہو چکے تھے مگر اسے قانونی حیثیت قومی اسمبلی کے فیصلے کے ذریعے حاصل ہو گئی۔ اسی طرح توہین رسالتؐ کا قانون وفاقی شرعی عدالت کی ہدایت پر قومی اسمبلی کے ذریعے نافذ العمل ہوا ہے۔

قانون توہین رسالتؐ کی حکمت کیا ہے اور یہ کیوں دُنیا کی سمجھ میں نہیں آ رہا؟ اسے واضح کرنا بہت ضروری ہے۔ بڑا اہم سوال ہے کہ پوری دُنیا آخر اس قانون کو سمجھنے سے کیوں قاصر ہے؟ اسی طرح اسلام کا ایک قانون "قتل مرتد" کا ہے جو موجودہ دُنیا کے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ دُنیا میں مقبول عام تصورات میں سے ایک تصور "آزادی" کا ہے۔ ہر شخص کو آزادی حاصل ہونی چاہئے کہ وہ جو چاہے عقیدہ رکھے اور جب چاہے اپنے مذہب کو بدل لے' جبکہ اسلامی ریاست میں اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور مذہب اختیار کرنے والے مرتد کی سزا تو قتل ہے۔ اسی طرح اظہار رائے کی آزادی کا معاملہ بھی ہے۔ ایک شخص اپنے مطالعہ اور غور و فکر سے جو بھی رائے پیش کرنا چاہے۔ اُسے اس کی آزادی حاصل ہونی چاہئے' وہ اگر رشدی کی طرح پیغمبر ﷺ کی زندگی پر کیچڑ اچھالنا چاہے تو اسے اس کا بھی حق حاصل ہے۔ آج کی دُنیا میں رائج ان نظریات کا اصل سبب کیا ہے؟ اسے جاننا بہت ضروری ہے۔

دُنیا میں یہ مقبول عام تصورات یہودیوں کی طویل جدوجہد کا نتیجہ ہیں۔ سیکولرازم کا نظریہ یہ ہے کہ دین اور ریاست دو الگ چیزیں ہیں' ریاست کا کوئی تعلق کسی بھی مذہب سے نہیں ہو گا۔ اگرچہ دُنیا کی ہر ریاست کا سرکاری مذہب تو ہوتا ہے مثلاً آج سیکولرازم کا سب سے بڑا علمبردار امریکہ ہے لیکن عیسائیت امریکہ کا سرکاری مذہب ہے۔ امریکہ میں سرکاری تعطیلات عیسائی مذہب کے حوالے سے ہی ہوتی ہیں۔ اگرچہ وہاں بھی قانون سازی کی سطح پر انجیل یا تورات کے کسی حکم سے ریاست امریکہ کو کوئی بحث اور سروکار نہیں ہے۔ سیکولرازم کے نظریات پر مبنی نظام گزشتہ دو سو برس سے دُنیا میں رائج ہے' یہ خود بخود نافذ نہیں ہوا۔ خدا' رام اور "God" کو عبادت گاہوں تک محدود کر کے اور ایوان حکومت اور ایوان عدالت سے اسے دیس نکالا دے کر "No Admission" کا بورڈ لگا دیا گیا ہے۔ ملکی قانون کو قانون ساز اسمبلی کے ممبران کی اکثریت سے منظور کر لیا جاتا ہے اور عدلیہ بھی کسی آسمانی وحی کی قطعاً پابند نہیں ہوتی۔ گویا سیکولرازم کے تحت انسانی زندگی میں مذہب کی حیثیت محض ایک ضمیمے کی رہ گئی ہے۔ جبکہ انسان کی اجتماعی زندگی کا اصل نظام رائج الوقت سیکولر نظام کے تحت چل رہا ہے اور سیاسی معاشی اور معاشرتی نظام' دیوانی قانون اور فوجداری قانون سب سیکولرازم کے تابع ہیں۔ گویا دُنیا کا ۹۹ فیصد نظام بے دینی اور لامذہبیت پر چل رہا ہے۔ اجتماعی زندگی سے تمام مذاہب کے عمل دخل کو یکسر اور کلی طور پر ختم کر دیا گیا ہے' اس صورتحال میں اگر مذہب کے چھوٹے سے دائرے اور گوشے میں تبدیلی واقع بھی ہو جائے تو آخر کونسا بڑا فرق واقع ہو جائے گا؟ کوئی شخص پہلے ہندو یا عیسائی تھا اور اب مسلمان ہو گیا تو اس سے ملک کے نظام میں تو کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ لہٰذا مذہب تبدیل کرنے کی آزادی بھی دی جاتی ہے اور ربانیان مذاہب کی ذات پر ہر قسم کی ہرزہ سرائی کی بھی اجازت ہوتی ہے۔ عیسائی حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کو "Son of God" قرار دیتے ہیں جبکہ یہودی انہیں "Son of man" قرار دیتے ہیں گویا ہر ایک کو "اظہار رائے" کی آزادی حاصل ہے۔

یہ سب کچھ یہودی سازش کی کرشمہ سازی ہے۔ یہودی بہت چھوٹی سی قوم ہے پوری دُنیا میں یہود کی تعداد ۱۳ یا ۱۴ ملین سے کسی طرح بھی زائد نہیں ہے جن میں سے ۳۵ لاکھ یہودی اسرائیل میں آباد ہیں۔ اتنی ہی تعداد میں یہودی امریکہ میں آباد ہیں جبکہ باقی پوری دُنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کے باوجود وہ پوری دُنیا کا کنٹرول حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر سیاست کا رشتہ مذہب سے برقرار رہے تو یہود کو اپنے پیش نظر مقاصد میں کبھی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ نہایت قلیل اقلیت کیا کر سکتی ہے؟ لہٰذا یہود نے سیاست اور مذہب کے باہمی رشتے کو منقطع کر دیا اور آرڈر آف ایلومیناٹی کا جو "insignia" بنایا تھا وہ آج بھی ایک ڈالر کے نوٹ پر موجود ہے۔ یہود نے سیکولرزم کو دُنیا میں بڑی طویل محنت کے بعد رائج کیا ہے۔ یہودی مذہب غیر تبلیغی مذہب ہے' وہ کسی دوسرے مذہب کے پیرو کار کو یہودی بناتے ہی نہیں' چونکہ یہودیت نسل پر مبنی ہے۔ اس لئے ان کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ عیسائیت میں تفریق پیدا کر دیں جیسے مسلمانوں میں عبداللہ ابن سبا نامی ایک یہودی نے تقسیم پیدا کر دی تھی۔ اسی طرح یہود نے عیسائیوں کو پروٹسٹنٹ اور کیتھولک میں تقسیم کر دیا۔ اس سے پہلے عیسائیوں کے عہد اقتدار میں سود کی مکمل ممانعت تھی لیکن پروٹسٹنٹ کے ذریعے یہودیوں نے سود کو جائز کروا لیا۔ اس سودی نظام کی وجہ سے آج جس طرح پوری دُنیا کی معیشت عالمی مالیاتی اداروں کی گرفت میں ہے' اسی طرح ڈیڑھ صدی قبل یورپی ممالک کی معیشت پر یہودی گرفت مسلط ہو چکی تھی۔ علامہ اقبال نے اپنے سفر یورپ میں اسی صورتحال کا مشاہدہ کرنے کے بعد کہا تھا کہ "فرنگ کی رگ جاں پنجۂ یہود میں ہے"۔ سیکولرزم کا نظریہ مذہب اور ریاست کی جدائی کا نام ہے جسے اقبال نے یوں بیان کیا ہے:

ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی
ہوس کی امیری' ہوس کی وزیری

دیگر مذاہب کے برعکس اسلام صرف ایک مذہب نہیں بلکہ مکمل دین اور نظام زندگی ہے۔ لہٰذا کوئی بھی ایسی شے جو اس نظام کو نقصان پہنچاتی ہو' اس کا سدباب ضروری ہے۔

ارتداد کا مسئلہ کیا ہے؟ حضور ﷺ کی حیات طیبہ کے دوران مدینے کے یہود نے جب دیکھا کہ جو شخص ایک دفعہ حلقہ بگوش اسلام ہو جاتا تھا' پھر اس سے علیحدہ ہی نہیں ہوتا لہٰذا انہوں نے سوچا کہ ایسی چال چلو جس سے اسلام کی دھاک اور ساکھ مجروح ہو جائے۔ چنانچہ یہودی صبح اسلام لاتے اور شام کو مرتد ہو جاتے تاکہ لوگوں کو اسلام سے متنفر کیا جا سکے۔ اسلام اگر محض ایک مذہب ہوتا تو مسلمانوں کے لئے ترک اسلام کے راستے کو کھلا رکھنے سے کوئی فرق واقع نہ ہوتا' لیکن اسلام تو درحقیقت ایک ریاست بھی ہے۔ ارتداد کا فتنہ اسلامی ریاست کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے لئے نہایت موثر ہتھیار ثابت ہوتا' لہٰذا اس فتنے کا سدباب کرنے کے لئے "مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہٗ فَاقْتُلُوْہُ" کا حکم جاری کر دیا گیا۔ اسلامی ریاست کی حدود میں کوئی مسلمان اگر مرتد ہو جاتا ہے تو وہ واجب القتل ہے۔

قتل مرتد کی سزا ان لوگوں کی سمجھ میں کیسے آئے جو مذہب اور ریاست کو جُدا سمجھتے ہیں جبکہ اسلامی ریاست کی بنیاد ہی مذہب ہے۔ لہٰذا مذہب سے بغاوت درحقیقت اسلامی ریاست سے بغاوت کے مترادف ہے۔ اسلامی ریاست ایک نظریاتی ریاست ہے اگر ریاست کے نظریہ ہی کو کمزور کر دیا جائے تو پھر خود ریاست ہی کی بنیاد ختم ہو جاتی ہے۔

اسلام کا نظام حیات' اس کا سارا قانونی ڈھانچہ رسالت و نبوت محمدی ﷺ پر استوار ہے۔ ایک شخص بہت پکا موحد بھی ہو اور اس کے اخلاق بھی اچھے ہوں لیکن اگر وہ آپ ﷺ کی رسالت و نبوت کو تسلیم نہیں کرتا تو وہ عقیدۂ توحید کے باوجود غیر مسلم قرار پائے گا۔ کوئی شخص کتنا ہی متقی' عابد' زاہد اور پرہیزگار کیوں نہ ہو جب تک رسالت محمدی ﷺ کا قلادہ اس کی گردن میں نہیں ہو گا' وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔ اس حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ اقبال نے کہا ہے کہ:

بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

دین تو نام ہی محمدؐ کا ہے' شریعت کا سارا وجود ہی آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی بنیاد پر قائم ہے۔ اسلام کا پورا نظام محمد ﷺ کی شخصیت کے گرد گھومتا ہے۔ اگر اس تعلق کو مجروح کر دیا جائے تو گویا اسلام کی پوری عمارت زمین بوس ہو جاتی ہے۔

حضور ﷺ کے ساتھ ایک بندۂ مومن کے رشتے اور تعلق کے بارے میں فرمایا گیا کہ ان پر ایمان لاؤ' ان کی اطاعت کلی کرو اور تمام انسانوں سے بڑھ کر انہیں محبوب سمجھو۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے محبوب تر نہ ہو جاؤں اُس کے والد سے' اس کی اولاد سے' یہاں تک کہ تمام انسانوں سے۔ بدقسمتی سے آج ایمان کی یہ شرائط بھی امت کی عظیم اکثریت کے ذہنوں سے نکل چکی ہیں۔ عید میلاد مناؤ' نعتیں پڑھو' جلسے کرلو' سیرت کانفرنسیں کر لو مگر جہاں تک اتباع رسولؐ' اطاعت رسولؐ اور محبت رسولؐ کا معاملہ ہے اس سے بھی اُمت بیگانہ ہوتی جا رہی ہے۔ ایک ہے محبت جو دل کی چیز ہے جبکہ اطاعت کا تعلق عمل سے ہے جو نظر آتا ہے۔ ایک اور شے ہے جسے قرآن مجید ادب و احترام کے حوالے سے بیان کرتا ہے بقول شاعر:

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اسلامی ریاست یا اسلامی معاشرے کی دو بنیادیں ہیں ایک قانونی اور دوسری جذباتی۔ قانونی بنیاد کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات سے سرتابی نہ کی جائے' ان سے تجاوز نہ کیا جائے۔ مسلمان فرد ہو یا ریاست دونوں قرآن و سنت کے دائرے کے اندر اندر آزاد ہیں۔ ان حدود سے تجاوز کی انہیں اجازت نہیں ہے۔ حضور ﷺ کا ادب و احترام اسلام کے نظام معاشرت اور اسلامی تہذیب میں یک رنگی اور تسلسل کا ضامن ہے۔ ایک ستون اگر دستوری و قانونی بنیاد ہے تو دوسرا ستون حضور ﷺ سے جذباتی محبت اور آپ کا اتباع ہے۔ اگر حضور ﷺ کا ادب و احترام اور آپ کی اتباع کا جذبہ کمزور پڑ جائے تو اسلامی تہذیب کی بنیاد ختم ہو کر رہ جائے گی۔ دین الٰہی کے اندر بھی یہی فتنہ تھا۔ جب کہا گیا کہ دین کی اصل توحید ہی ہے' رسالت وغیرہ کی چنداں اہمیت نہیں ہے۔ اس سے اُمت محمد ﷺ کا تشخص ختم ہو رہا تھا' اس فتنے کی سرکوبی کے لئے مجدد الف ثانیؒ کھڑے ہوئے چنانچہ بقول اقبالؒ

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

شیخ احمد سرہندیؒ حضرت مجدد الف ثانی کے مکاتیب میں جس قدر اتباع سنت پر زور دیا گیا ہے اس کا عام آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا۔

توہین رسالتؐ کا قانون نہ ہو تو اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کو موقع مل جائے گا کہ وہ ہماری معاشرتی اور ملی زندگی کے جذباتی مرکز و محور کو منہدم کر دیں۔ اس سے مسلمانوں کی جمعیت کا شیرازہ بکھر کر رہ جائے گا۔ اس بات کو علامہ نے بیان فرمایا ہے کہ:

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

غیر مسلم قرار دیئے جانے کے باوجود قادیانی فتنے کا پوری طرح سدباب نہیں ہو سکا' یہ فتنہ مکمل طور پر ختم تو نہیں ہو گیا' خفیہ طور پر اب پاکستان میں بھی مسلمانوں کو قادیانی بنایا جا رہا ہے۔ پوری دُنیا میں قادیانی اُمت کا بول بالا ہے۔ قادیانی جماعت کے سربراہ کے خطبات سیٹلائٹ پر نشر ہو رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ ہم پاکستان میں "half way" تو چلے گئے کہ ہم نے انہیں غیر مسلم

قرار دے دیا مگر اس فتنے کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لئے "قتل مرتد" کی سزا نافذ نہیں کی۔ قتل مرتد کے قانون کے نفاذ کے بعد جو مسلمان قادیانی ہو گا تو وہ مرتد شمار کیا جائے اور مرتد کی سزا قتل ہے۔ جب تک "قتل مرتد" کی سزا کا نفاذ نہیں کیا جاتا' اُس وقت تک قادیانی فتنے کا سد باب نہیں ہو سکتا۔ غیر مسلم قرار دینے کے بعد قادیانی ٹولے نے مظلومیت کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔ پوری دنیا میں انسانی حقوق کے حوالے سے انہوں نے اپنے لئے ہمدردی حاصل کر رکھی ہے کہ پاکستان میں ہمیں مسلم تسلیم نہیں کیا جاتا' ہمیں کلمہ پڑھنے سے روکا جاتا ہے' ہمیں مساجد کی تعمیر کی اجازت نہیں ہے۔ میں نے کئی مواقع پر مجلس عمل ختم نبوت کے ذمہ دار حضرات سے بھی کہا ہے کہ جب تک "قتل مرتد" کا قانون منظور کرانے کے لئے آپ مورچہ بند نہیں ہوں گے اس وقت تک قادیانی فتنے کو روکنا ناممکن ہے۔

جناب اسماعیل قریشی پوری ملت اسلامیہ کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ملکی قانون میں توہین رسالت ﷺ کے جرم کے لئے "capital punishment" نافذ کروا دی۔ تو کیا توہین رسالت کے قانون کی طرح "قتل مرتد" کی سزا نافذ نہیں ہو سکتی!۔ غالباً مجلس عمل ختم نبوت بھی عالمی فضا اور رجحان کے زیر اثر "قتل مرتد" کی سزا کی نفاذ کا مطالبہ کرنے کی جرأت نہیں کر رہی۔

پاکستان میں قانون ناموس رسالت کی جو مخالفت ہو رہی ہے وہ بظاہر عیسائی کر رہے ہیں مگر حقیقت میں اس کے پس پردہ قادیانی لابی سرگرم عمل ہے۔ عالمی سطح پر بھی قادیانی متحرک ہیں۔ قادیانی عیسائیت کے آلہ کار بن چکے ہیں اور عیسائیت یہود کی آلہ کار ہے گویا توہین رسالتؐ کے قانون کی مخالفت اصل میں یہودی سازش ہے۔ یہود نے عالم عیسائیت کو مفتوح کر لیا ہے اور برطانیہ' فرانس' امریکہ کی سرپرستی کی وجہ سے یہود کا ڈنکا بج رہا ہے۔ قادیانیوں کو یہ تشویش لاحق ہے کہ اگر پاکستان میں اسلام کے نفاذ کی جانب مزید پیش رفت ہوتی تو "قتل مرتد" کا قانون بھی نافذ ہو جائے گا جو قادیانیوں کیلئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔

قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ نے کشمیر میں آ کر وفات پائی ہے اور کشمیر میں ان کی قبر بھی موجود ہے۔ گویا قادیانی حضرت مسیحؑ کے نہ تو رفع سماوی کے قائل ہیں اور نہ ان کی دوبارہ آمد کے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اس بات کا مدعی تھا کہ خود میں مثیل مسیح ہوں۔

مرزا قادیانی نے کہا کہ مسیح دوبارہ نہیں آئیں گے بلکہ ان کی سی صفات رکھنے والا شخص آئے گا اور وہ میں ہی ہوں۔ اس حوالے سے دیکھئے کہ عقائد کے ضمن میں قادیانیوں کا کس قدر بُعد ہے عیسائیوں سے' جبکہ مسلمانوں کا عیسائیوں سے بہت زیادہ قرب ہے۔ اگر اس کے باوجود وہ قادیانیوں کے آلہ کار بنیں تو یہ بہت افسوسناک بات ہے۔

ملک کے سیاسی حالات کے تناظر میں صورتحال یہ ہے کہ ایٹمی دھماکوں کے حوالے سے حکومت عالمی دباؤ کو مسترد کرنے کے بعد اب "سجدہ سہو" کر رہی ہے۔ سودی قرضوں کے حصول کے لئے آئی ایم ایف کی منت سماجت سے کشکول توڑنے کے نعروں کی حقیقت قوم پر واضح ہو چکی ہے۔ وزیر خارجہ اور ممبران قومی اسمبلی و سینٹ کی موجودگی میں صاحب زادہ یعقوب خان کو کس حیثیت سے پاکستان کی نمائندگی کے لئے امریکہ بھیجا گیا ہے؟ پاکستان غیر ملکی امداد کے لئے عالمی مالیاتی اداروں سے قرضوں کی بھیک مانگنے کی بجائے واجب الادا قرضوں کی ادائیگی سے فی الفور انکار کر دے۔ شریف فیملی کے رائے ونڈ زرعی فارم کے حوالے سے قاضی حسین احمد کیلئے اپوزیشن لیڈر کے کردار کی بجائے دینی جماعت کے سربراہ کا کردار شایان شان ہے لہٰذا وہ رائے ونڈ فارم کے قصے کو طول دینے کی بجائے اسے ختم کر دیں۔ شریف خاندان جس نے قوم و ملک کی خدمت کا عزم کیا ہے' کو چاہئے کہ وہ اپنا معیار زندگی عوامی سطح پر لائے۔ شریف فیملی کو سوچنا چاہئے کہ ماڈل ٹاؤن کی کوٹھیوں کی موجودگی میں رائے ونڈ میں محلات تعمیر کر کے اسے "تہمت" کی جگہ بنانے کی کیا ضرورت تھی۔

ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی کو
حلقہ پنجاب جنوبی کا امیر مقرر کر دیا گیا

امیر حلقہ پنجاب جنوبی مختار حسین فاروقی کی جھنگ منتقلی کی وجہ سے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے ڈاکٹر محمد طاہر خان خاکوانی کو حلقہ پنجاب جنوبی کا امیر مقرر کر دیا ہے۔ خاکوانی صاحب یکم جولائی سے اپنی تنظیمی ذمہ داریاں سنبھال لیں گے۔

ہمارا مطالبہ ہماری اپیل
دستورِ خلافت کی تکمیل

بحضور ختمی مرتبت ﷺ

حافظ لدھیانوی

مجھے حاصل ہوا شہر نبیؐ میں کیف عرفانی
مدینے کی فضا ہے شعر میں تاحد امکانی

معزز کر دیا ان کو جو تھے پامال دنیا میں
غلاموں کو عطا کی ہے میرے آقا نے سلطانی

شہنشاہ زمانہ اس کو حیرانی سے تکتے ہیں
میسر جس کو ہو جائے درِ اقدس کی دربانی

نجات دائمی بخشی ہوئی توفیق توبہ کی
ہوئیں حضرت عمرؓ کی رہنما آیات قرآنی

بنایا تھا جنہوں نے بتکدہ اللہ کے گھر کو
انہیں سونپی گئی اللہ کے در کی نگہبانی

کیا تبلیغ کا حق ادا اس طرح آقا نے
نظر آنے لگی ایمان کی چہروں پہ تابانی

حضوری میں ہوا ہے ترجمان ہر اثر کہ غم میرا
وگرنہ حادثات زیست کا قصہ تھا طولانی

مہکتے ہیں وہ رستے آج بھی قدموں کی برکت سے
ہر اک ذرہ نظر آتا ہے ان رستوں کا نورانی

وہی ہے غیب کے مخفی خزانے دیکھنے والا
کھلے ہیں اس کی ذات پاک پہ اسرار ربانی

اسی کا عکس جلوہ ریز ہے اشعار مدحت میں
حضوری میں معالجہ کو ہوا جو فیض روحانی

پسند خاطر سرکار ہوں گر شعر حافظ کے
تو اس کا نعتیہ دیوان ہو عالم میں لاثانی

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

کرپشن اور سود کا خاتمہ کئے بغیر اقتصادی بحران سے نکلنا ناممکن ہے

اقتصادی بحران کی بڑی وجہ نچلی سطح سے لے کر اعلیٰ سطح تک کرپشن اور مالی بد نظمی ہے

اسلامی نظام کے نفاذ سے ہی ہم دنیا کی سپر طاقتوں کا خم ٹھونک کر مقابلہ کر سکیں گے

پاکستان اس وقت اقتصادی لحاظ سے تاریخ کے بد ترین دور سے گزر رہا ہے

مرزا ایوب بیگ' لاہور

اگرچہ بعض اقتصادی ماہرین یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ صورت حال اتنی سنگین نہیں ہے جتنی حکومت ظاہر کر رہی ہے۔ بقول ان کے حکومت کی حکمت عملی یہ ہے کہ اقتصادی ابتری کا خوب واویلا کرو تاکہ I.M.F اور ورلڈ بینک یہ سمجھیں کہ ہماری اسامی ڈوب رہی ہے اور وہ اپنے سرمائے کو محفوظ کرنے کے لئے طے شدہ قرضہ کی تیسری قسط ادا کرنے پر رضامند ہو جائے لیکن ہماری رائے میں ایسا نہیں ہے۔ پاکستان حقیقتاً اقتصادی لحاظ سے انتہائی خطرناک صورت حال سے دوچار ہے۔ سٹاک ایکسچینج میں کاروبار معطل ہوتے نظر آتے ہیں۔ سٹاک ایکسچینج میں سرمایہ کاری جو ایک وقت میں 2200 سے 2300 پوائنٹ تک پہنچ گئی تھی ریکارڈ حد تک کم ہو کر 770 پوائنٹ تک جا پہنچی ہے۔ 1971ء میں جب پاکستان دولخت ہوا اس وقت بھی سرمایہ کاری کا حجم 900 پوائنٹ سے کم نہیں ہوا تھا۔ یاد رہے کہ ایک پوائنٹ 16/ کروڑ روپے کے مساوی ہوتا ہے۔ لہٰذا انتہائی مختصر عرصے میں تقریباً 1500 پوائنٹ کم ہوئے ہیں۔ اندازہ کریں کہ سرمایہ کاروں کی کتنی بڑی رقم ڈوب چکی ہے۔ ڈالر چند دنوں میں 46 روپے سے 62 روپے تک پہنچ گیا ہے۔ درآمدی اشیاء مارکیٹ سے ایک دم غائب ہو گئی ہیں۔ حکومت نے بڑی L.C کھولنے پر پابندی لگا دی ہے۔ بعض ممالک کے بینکوں نے پاکستانی L.C کی توثیق پاکستان میں غیر ملکی بینکوں سے طلب کی ہے۔ یہ ہیں وہ شواہد جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اقتصادی بحران حقیقی ہے' ظاہری یا مصنوعی نہیں۔ یہ بات بلا جھجک اور بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ پاکستان اس وقت اقتصادی لحاظ سے اپنی پچاس سالہ تاریخ کے بد ترین دور سے گزر رہا ہے۔ پاکستان دیوالیہ ہونے کے اس قدر قریب کبھی نہیں پہنچا تھا جتنا اس وقت ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ صورت حال امریکہ اور مغربی ممالک کی طرف سے لگائی گئی اقتصادی پابندیوں کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے؟ ہماری رائے میں ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے اگرچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر I.M.F قسط جاری کر دے تو چند ماہ خیر و عافیت سے گزر سکتے ہیں۔

تجزیہ

اس اقتصادی بحران کی اصل اور حقیقی وجوہ ہماری رائے میں دو ہیں۔ ایک نچلی سطح سے لے کر اعلیٰ ترین سطح پر کرپشن اور مالی بد نظمی اور دوسری وجہ اقتصادیات کی ابجد سے ناواقف لوگوں کی طرف سے نواز حکومت کا گھیراؤ ہے۔ اگر آج بھی ہم کم از کم بالائی سطح پر کرپشن ختم کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور موجودہ حکومت اپنے اقتصادی "جہلا" سے نجات حاصل کرے تو پاکستان اب بھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکتا ہے اور اس بحران سے نکل سکتا ہے۔ وزیر خزانہ سرتاج عزیز کا یہ کہنا کہ امریکہ پاکستان میں اقتصادی بحران پیدا کر رہا ہے "ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا" کے مصداق ہے۔ قدرت نے معاشی استحکام حاصل کرنے کا جتنا سنہری موقع اس سال پاکستان کو فراہم کیا وہ ماضی میں یقیناً کبھی نہیں ہوا۔ قارئین ندائے خلافت اس مالی سال کا تقابل اگر صرف گزشتہ مالی سال سے کریں تو بات دو اور دو چار کی طرح واضح ہو جائے گی۔ گزشتہ سال حکومت نے 700 ملین ڈالر گندم کی درآمد پر خرچ کیا جو اس مرتبہ ایک ڈالر بھی نہیں ہوا۔ تیل کی عالمی قیمتیں کم ہونے کی وجہ سے حکومت کو 900 ملین ڈالر کا اس سال فائدہ ہوا۔ 106 ملین ڈالر کا قرضہ بحال کرانے کے لئے اس وقت حکومت I.M.F کے پاؤں پڑ رہی ہے وہ صرف ان دو اشیا سے اللہ نے عطا کر دیا تھا۔ لیکن ان دو اشیاء پر بس نہیں۔ چائے جو ہم ہر سال 8/ ارب روپے کی درآمد کرتے ہیں اس کی قیمت 1.15 فی پاؤنڈ' ڈالر سے کم ہو کر 95. ڈالر فی پاؤنڈ رہ گئی ہے۔ پام آئل کی قیمت 34. ڈالر فی پاؤنڈ سے کم ہو کر 31ء. ڈالر فی پاؤنڈ رہ گئی ہے۔

یاد رہے کہ ہمارے درآمدی بل میں سرفہرست کروڈ آئل ہے اور اس کے بعد پام آئل کا نمبر آتا ہے۔ گزشتہ سال ہم نے بھارت اور دوسرے ممالک سے تقریباً 7 لاکھ ٹن چینی درآمد کی تھی جس کی قیمت 320 ڈالر سے 350 ڈالر فی ٹن تھی اور اس پر کثیر زرمبادلہ خرچ ہوا تھا۔ اس سال ہم صرف بھارت کو تین لاکھ ٹن چینی برآمد کر چکے ہیں۔ بھارت میں دھان کی فصل تباہ ہونے سے پاکستان سے امسال 20 سے 25 فیصد تک چاول کی برآمد گزشتہ سال سے زائد ہوئی۔ ان تمام حقائق کو مدنظر رکھا جائے تو پاکستان کو مالی لحاظ سے اس سال I.M.F سے ڈیڑھ ارب ڈالر حاصل کئے بغیر گزشتہ سال سے بہتر پوزیشن میں ہونا چاہئے تھا۔ لیکن اس وقت جو صورت حال ہے وہ سب کے سامنے ہے۔

ملک شدید اقتصادی بحران کی زد میں ہے۔ ڈالر کو پر لگے ہوئے ہیں اور وہ محو پرواز ہے۔ سٹاک ایکسچینج کی حالت ناقابل اصلاح ہو چکی ہے۔ بی بی سی کی یہ رپورٹ صورت حال کی صحیح عکاسی کر رہی ہے کہ اسلام آباد میں آپا دھاپی

پڑی ہے کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ وزیر خزانہ، وزیراعظم اور سٹیٹ بینک کے گورنر متضاد بیانات جاری کر رہے ہیں۔ وزیراعظم اپنے تئیں قطر میں اعلان کر دیتے ہیں کہ فارن کرنسی اکاؤنٹ بحال کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن سٹیٹ بینک کوئی سرکلر جاری نہیں کرتا اور فارن کرنسی اکاؤنٹ تادم تحریر منجمد ہیں۔ وزیر خزانہ اور سیکرٹری خزانہ کے درمیان سرد جنگ جاری ہے اگرچہ اختلافات کی تردید کی گئی ہے لیکن حکومت پر عوام کے اعتماد کا یہ عالم ہے کہ وزیر خزانہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم کسی صورت میں لاکرز منجمد نہیں کریں گے۔ وزیر خزانہ کے اس اعلان پر لوگ بینکوں میں اپنے لاکرز پر پل پڑتے ہیں اور چند دنوں میں لاکرز خالی ہو گئے ہیں۔ ایک ہزار اور پانچ سو کے نوٹوں کے بارے میں افواہ ہے کہ بند کئے جا رہے ہیں جس سے تاجر طبقہ میں شدید بے چینی ہے۔ سیلز ٹیکس کا نفاذ مذاق بن گیا ہے۔

سی بی آر حکومت پر دباؤ ڈالے تو سیلز ٹیکس نافذ کر دیا جاتا ہے اور وصولی کا بڑا زور دار اعلان کیا جاتا ہے لیکن جونہی تاجر ہڑتال کی دھمکی دیتے ہیں تو حکومت فوراً اسے مؤخر کر دیتی ہے۔ سیلز ٹیکس کے معاملے میں حکومت، سی بی آر اور تاجروں کے درمیان "بلی چوہے" کا کھیل جاری ہے۔ موجودہ حکومت اقتصادی خوشحالی کا نعرہ لگا کر فروری 97ء کے انتخابات میں کامیاب ہوئی تھی لیکن اعداد و شمار کے حوالہ سے اگر اقتصادی صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو اس معاملے میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں کہ گزشتہ پچاس سالوں میں کوئی حکومت اتنی بری طرح ناکام نہیں ہوئی جس بری طرح یہ حکومت ناکام ہوئی ہے۔ آج دنیا کے جمہوری ممالک میں اگر ریلوے کا ایک بڑا حادثہ ہو جائے تو وزیر ریلوے مستعفی ہو جاتا ہے لیکن وطن عزیز میں معیشت کو تباہی کے دہانے پر پہنچانے والے وزیر خزانہ ہنس ہنس کر نشریاتی اداروں کو بتا رہے ہیں کہ میرے استعفیٰ کی افواہوں میں کوئی حقیقت نہیں۔

موجودہ نادہندگان کے ذمے رقم ایک کھرب روپے سے تجاوز کر چکی ہے۔ نادہندگان کے خلاف مہم چلائی جا رہی ہے اور بقول حکومت کے 7/ارب روپیہ وصول کیا جا چکا ہے۔ یہ مہم بھی قطعی طور شفاف نہیں۔ خود وزیراعظم نے اپنے خاندانی قرضوں کے بارے میں کہا ہے کہ وہ اپنے اثاثہ جات بنکوں کے حوالے کر رہے ہیں جس پر ایک نادہندہ نے انتہائی جائز مطالبہ کیا ہے کہ انہیں بھی اجازت دی جائے کہ وہ کیش رقم کی بجائے اپنے اثاثے بنکوں کے حوالے کریں۔ علاوہ ازیں اخبارات میں کئی مسلم لیگیوں کے نام آئے ہیں کہ وہ نادہندگان ہیں جب کہ وہ اب تک ٹیلی ویژن پر وزیراعظم کے دائیں بائیں نظر آتے ہیں۔ اگرچہ اقتصادی صورت حال مستقبل میں مزید بگڑتی نظر آتی ہے لیکن پھر بھی ہماری رائے میں اگر مندرجہ ذیل اقدامات کر لئے جائیں تو شاید بہتری کی کوئی صورت نکل آئے۔

1) مالیاتی ڈسپلن سختی سے نافذ کیا جائے۔
2) تمام پاکستانی جنہوں نے بیرونی ممالک میں سرمایہ محفوظ کیا ہوا ہے انہیں ایسا پیکج دیا جائے کہ وہ سرمایہ ملک میں واپس لائیں۔ اس کام کے لئے اگر سیدھی انگلیوں گھی نہ نکلے تو جاسوسی اداروں کے ذریعے اطلاعات حاصل کر کے سخت ترین اقدام کئے جائیں۔ لیکن اس کے لئے شرط ہے کہ وزیراعظم اور ان کے دوست و احباب اور مسلم لیگی لیڈران پہلے مثال قائم کریں۔
3) غیر ملکی قرضے پاکستانی کرنسی یعنی روپے میں واپس کرنے کا یکطرفہ اعلان کیا جائے۔
2) پاکستانی سفارت خانوں کو اولین ٹارگٹ تجارت کو بڑھانے کا دیا جائے۔
5) درآمدات کی حوصلہ شکنی کی جائے اور برآمدات بڑھانے کے لئے ہر ممکن اقدام کئے جائیں۔ برآمدی تاجروں کو سرخ فیتے کی لعنت سے نجات دلائی جائے۔
6) بچت اور جوئے کی تمام سکیمیں ختم کر کے سرمائے کو پیداواری یونٹوں میں لگایا جائے۔
7) بنک کے اعلیٰ عہدیدار غیر محفوظ قرضہ دینے پر ذمہ دار گردانے جائیں۔
8) موجودہ نادہندگان سے بھی سختی سے اور غیر جانبداری سے قرضے وصول کئے جائیں اور ماضی میں جو لوگ قرضے معاف کروا چکے ہیں ان کے کیس دوبارہ کھول کر تمام رقمیں وصول کی جائیں۔
9) ریونیو کی وصولی کے نظام کو حقیقت پسندانہ بنایا جائے اور ٹیکس کی شرح کم کر کے اس کی بنیاد کو وسیع کیا جائے۔
10) آخری اور اہم ترین بات یہ ہے کہ کرپشن کا سدباب کیا جائے ورنہ تمام اقدامات اکارت جائیں گے۔

آخر میں ہم پھر حکام سے دست بستہ عرض کریں گے کہ اگرچہ درج بالا تجاویز سے صورت حال میں عارضی بہتری پیدا ہو سکتی ہے لیکن مملکت خداداد پاکستان اس وقت تک ایک کامیاب فلاحی ریاست نہیں بن سکتی جب تک اس نظریہ کو عملی جامہ نہ پہنایا جائے، جو اس ملک کے قیام کی بنیاد ہے۔ اللہ اور رسولؐ سے جاری جنگ بند کی جائے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو دو عملی اور منافقت سے پاک کیا جائے۔ ایٹمی دھماکہ کرنے کے بعد دینی دھماکہ بھی کر گزریں اس سے عارضی اور فوری مشکلات تو پیش آئیں گی، لیکن ہمارا ایمان ہے کہ بالآخر فوز و فلاح ہمارا مقدر ہو گی اور ہم دنیا کی سپر طاقتوں کا خم ٹھونک کر مقابلہ کر سکیں گے۔ ان شاء اللہ

انتقال پر ملال

تنظیم اسلامی کراچی ضلع وسطی نمبرا کے رفیق عبدالحمید شیخ صاحب کے خسر ۲۸ جون کو انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ رفقاء سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

ضرورت رشتہ

تنظیم اسلامی سے وابستہ اور کینیڈین شہریت کے حامل ۲۴ سالہ انجینئر کے لئے شرعی پردہ، دینی و دنیاوی تعلیم سے آراستہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

رابطہ : ڈاکٹر احمد افضال

36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون : 3-5869501

مولانا احمد رضا خان بریلوی پر ناحق الزام

ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری کے انٹرویو سے ایک اقتباس

"اگر آپ ہندوستان میں بریلی جائیں تو مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کی مسجد میں نہ اذان سے پہلے درود پڑھا جائے گا اور نہ بعد میں۔ نماز کے بعد کلمہ کا ورد بھی نہیں ہو گا اور جمعہ اور میلاد کے موقع پر کھڑے ہو کر درود و سلام کی محفل بھی نہیں ہوتی... دراصل اس معاملے میں حضرت مولانا کو بہت بدنام کیا گیا ہے۔ ان کی احتیاط کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ وہ مزارات پر خواتین کے جانے کے قائل بھی نہیں ہیں۔ مزارات پر جانے کے آداب ان کے نزدیک یہ ہیں کہ قبر سے چار ہاتھ دور کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی جائے۔ قبر کو بوسہ تو کیا چھوا بھی نہ جائے۔ قبر پر ایک سے زیادہ غلاف نہ ڈالا جائے۔ لیکن آج کل تو لوگ دور دراز سے ڈھول ڈھمکے کے ساتھ بھنگڑا ڈالتے ہوئے مزاروں پر جاتے ہیں۔ امام احمد رضاؒ کے نزدیک ان کا یہ فعل حرام و ناجائز ہے اور ایسا کرنے والوں پر توبہ فرض ہے۔"

(بحوالہ ماہنامہ "اشراق" لاہور، جولائی ۹۸ء)

حضورؐ کی ولادت باسعادت' دنیا کا سب سے بڑا دن

جب فاران کی چوٹیوں سے ابر کرم کی بوندیں پڑنے لگیں

....اور سرزمین حجاز جلوۂ حقیقت سے لبریز ہو گئی

—— تحریر : مولانا ابوالکلام آزاد ——

رات لیلۃ القدر بنی ہوئی نکلی اور ﴿ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴾ کی بانسری بجاتی ہوئی ساری دنیا میں پھیل گئی۔ موکلان شب قدر نے ﴿ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ ﴾ کی سیجیں بچھا دیں۔ ملایکان ملاء الاعلیٰ نے ﴿ تَنَزَّلُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا ﴾ کی شہنائیاں شام سے بجانی شروع کر دیں۔ حوریں ﴿ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ﴾ کے پروانے ہاتھوں میں لے کر فردوس سے چل کھڑی ہوئیں اور ﴿ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴾ کی میعادی اجازت نے فرشتگان مغرب کو دنیا میں آنے کی رخصت دے دی۔ تارے نکلے اور طلوع ماہتاب سے پہلے عروس کائنات کی مانگ میں موتی بھر کر غائب ہو گئے۔ چاند نکلا اور اس نے فضائے عالم کو اپنی نورانی چادر سیمیں سے ڈھک دیا۔ آسمان کی گھومنے والی قوسیں آپ اپنے مرکز پر ٹھہر گئیں۔ بروج نے سیاروں کے پاؤں میں کیلیں ٹھونک دیں۔ ہوا جنبش سے 'افلاک گردش سے' زمین چکر سے اور دریا بہنے سے رک گئے۔ کارخانۂ قدرت کسی مقدس مہمان کا خیر مقدم کرنے کے لئے رات کے بعد اور صبح سے پہلے بالکل خاموش ہو گیا۔ انتظام واہتمام کی تکان نے چاند کی آنکھوں کو جھپکایا اور نسیم سحری کی آنکھیں جوش خواب سے بند ہونے لگیں۔ پھولوں میں نکہت' کلیوں میں خوشبو' کونپلوں میں بو محو خراب ہو گئی۔

درختوں کے مشام خوشبوئے قدس سے ایسے مہکے کہ پتا پتا مخمور ہو کر سر بسجود ہو گیا۔ ناقوس نے مندروں میں بتوں کے سامنے سر جھکانے کے بہانے آنکھ جھپکائی برہمن سجدے کے حیلے سر بہ زمین ہو گیا۔ غرضیکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اور قطرہ قطرہ ایک منٹ کے لئے غیر متحرک ہو گیا۔ اس کے بعد وہ منٹ آ گیا' جس کے لئے یہ سب انتظامات تھے۔ فرشتوں کے پرے خوشیوں سے بھرے آسمانوں سے زمین پر اترنے لگے اور دنیا کے جمود میں ایک بیدار انقلاب پوشیدہ طور پر کام کرتا ہوا نظر آنے لگا۔ ملہم غیب نے منادی کی کہ افضل البشر' خاتم الانبیاء سراپردۂ لاہوت سے عالم ناسوت میں تشریف لانے والے ہیں۔ رات نے کہا: میں نے شام سے اس کا انتظار کیا ہے' اس گوہر رسالت کو میرے دامن میں ڈال دیا جائے۔ دن نے کہا: میرا رتبہ رات سے بلند ہے' مجھے کیوں محروم رکھا جائے۔ دونوں کی حسرتیں قابل نوازش نظر آئیں۔ کچھ حصہ دن کا لیا' کچھ رات کا۔ نور کے تڑکے نور علیٰ نور کی نورانی آوازوں کے ساتھ دست قدرت نے دامن کائنات پر وہ لعل بابہار رکھ دیا' جس کے ایک سرسری جلوے سے دنیا بھر کے ظلمت کدے منور اور روشن ہو گئے۔

سرزمین حجاز جلوۂ حقیقت سے لبریز ہو گئی۔ دنیا جو سرور و جمود و کیفیت میں تھی' اک دم متحرک نظر آنے لگی۔ پھولوں نے پہلو کھول دیئے' کلیوں نے آنکھیں وا کیں' دریا بہنے لگے' ہوائیں چلنے لگیں' آتش کدوں کی آگ سرد ہو گئی' صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی' لات و منات' ہبل و عزات کی توقیر پامال ہو گئی' قیصر و کسریٰ کے فلک بوس بروج گر کر پاش پاش ہو گئے' درختوں نے سجدۂ شکر سے سر اٹھایا' رات کچھ روٹھی ہوئی سی' چاند کچھ شرمایا ہوا سا' تارے نادم و محجوب سے رخصت ہوئے اور آفتاب شان و فخر کے ساتھ مسرت و مباہات کے اجالے لئے ہوئے کرنوں کے ہار ہاتھ میں' قرص نور تھال میں' ہزاروں ناز و ادا کے ساتھ افق مشرق سے نمایاں ہوا' حضرت عبداللہ کے گھر میں' آمنہ کی گود میں' عبدالمطلب کے گھرانے' ہاشم کے خاندان اور مکہ کے ایک مقدس مکان میں خلاصۂ کائنات' فخر موجودات' محبوب خدا' امام الانبیاء' خاتم النبین' رحمتہ للعالمین یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف فرما کر عزوجلال ہوئے۔ سبحان اللہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کتنی مقدس تھی' جس نے ایسی سعادت پائی اور پیر کا روز کتنا مبارک تھا جس میں حضور ﷺ نے نزول و اجلال فرمایا ﴿ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ﴾۔

جس طرح جسم کی غذا اور زمین کی مادی حیات و نمو کے لئے آسمانوں پر بدلیاں پھیلتیں' چمکتیں ہیں اور موسلا دھار پانی برستا ہے' ٹھیک اسی طرح روح و قلب کی فضا میں بھی تغیرات ہوتے ہیں۔ یہاں اگر زمین کی مٹی پانی کے لئے ترستی ہے' تو وہاں بھی انسانیت کی محرومی ہدایت کے لئے تڑپنے لگتی ہے۔ یہاں پتے جھڑتے ہیں' ٹہنیاں سوکھنے لگتی ہیں اور پھولوں کے رنگین ورق بکھر جاتے ہیں تو تم کہتے ہو کہ آسمان کو رحم کرنا چاہئے۔ وہاں جب سچائی کا درخت مرجھا جاتا ہے' نیکی کی کھیتیاں سوکھ جاتی ہیں' عدالت کا باغ ویران ہو جاتا ہے اور خدا کے کلمۂ حق و صدق کا شجرۂ طیبہ' دنیا کے ہر گوشہ اور ہر حصہ میں بے برگ و بار نظر آنے لگتا ہے تو اس وقت روح انسانیت چیختی ہے کہ خدا کو رحم کرنا چاہئے۔ یہاں زمین پر موت طاری ہوتی ہے تو خدا کی بارش اسے زندگی بخشتی ہے' وہاں انسانیت ہلاک ہو جاتی ہے تو خدا کی ہدایت پھر اسے اٹھا کر بٹھا دیتی ہے۔

عالم انسانیت کی فضاء روحانی کا ایک ایسا ہی انقلاب تھا جو چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں ظاہر ہوا۔ وہ رحمت الٰہی کی بدلیوں کی ایک عالمگیر نمود تھی' جس کے فیضان عام نے تمام کائنات ہستی کو سرسبزی و شادابی کی بشارت سنائی اور زمین کی خشک سالیوں اور محرومیوں کی چوٹیوں پر کہا تھا کہ میں اپنی قدرت کی بدلیوں کے اندر آتشیں بجلیوں کے ساتھ آؤں گا اور دس ہزار قدسیوں کے ساتھ میرے جاہ و جلال الٰہی کی نمود ہوگی۔ سو بالآخر وہ آ گیا اور سعیر اور فاران کی چوٹیوں پر اس کے ابر کرم کی بوندیں پڑنے لگیں۔

یہ ہدایت الٰہی کی تکمیل تھی' یہ شریعت ربانی کے ارتقاء کا مرتبہ آخری تھا' یہ سلسلہ ترسیل رسل و نزول صحف کا اختتام تھا' یہ سعادت بشری کا آخری پیام تھا' یہ وراثت ارضی کی آخری بخشش تھی' یہ امت مسلمہ کے ظہور کا پہلا دن تھا اور اس لئے یہ حضرت ختم المرسلین و رحمتہ اللہ للعالمین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم بن عبداللہ کی ولادت باسعادت تھی۔

یہی واقعہ ولادت نبوی ہے' جو دعوت اسلامی کے ظہور کا پہلا دن تھا اور یہی ماہ ربیع الاول ہے جس میں اس امت مسلمہ کی بنیاد پڑی' جس کو تمام عالم کی ہدایت و سیادت کا منصب عطا ہونے والا تھا۔ یہ ریگستان حجاز کی بادشاہت کا پہلا دن نہ تھا' اس میں صرف نسلوں اور ملکوں کی دعوت نہ تھی' جیسا کہ ہمیشہ ہوا ہے اور جیسا کہ دنیا کی تمام تاریخ کا انتہائی سرمایہ ہے' بلکہ یہ تمام عالم کی ربانی بادشاہت کا یوم میلاد تھا۔ یہ تمام دنیا کی ترقی و عروج کے

(باقی صفحہ

ڈاکٹر ثمر مبارک وقفے وقفے سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے رہے

پاکستان کے علاوہ اتنا مکمل اور محفوظ دھماکہ آج تک کسی ملک نے نہیں کیا

جب سائنس دانوں کی ٹیم کی سانسیں پھول گئیں ' پسینہ ابرو پر آکر ٹھہر گیا اور زبان پر کلمہ شہادت کا ورد جاری ہو گیا

اگر دشمن چاغی پر حملہ کر دیتا تو نہ صرف ۳۰ برس کی محنت اکارت چلی جاتی بلکہ پورا بلوچستان قبرستان بن جاتا

جب تمام انتظامات مکمل ہو گئے تو "آلیٹ از ریڈی" کا پیغام اسلام آباد بھیج دیا گیا

ایٹمی دھماکوں کا آنکھوں دیکھا حال

(بشکریہ : روزنامہ "خبریں" ۲۲ جون ۹۸ء) (۲)

ہمیں معلوم تھا اگر اس نازک وقت میں دشمن نے ہم پر حملہ کر دیا' امریکی سیٹلائٹ نے ان کی رہنمائی کی اور انہوں نے ہم پر میزائل داغ دیا تو نہ صرف راسکوہ پہاڑ میں چھپے ہمارے بم ضائع ہو جائیں گے بلکہ وہ تباہی آئے گی جس کا سلسلہ پنجاب کے میدانوں' دریائے سندھ کے کناروں اور ادھر ایران کے سرحدی علاقوں تک پھیلتے دیر نہیں لگائے گا۔ رہے ہم تو ہماری تو داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں' لیکن ان تمام تر خطرات کے باوجود ہمارے حوصلے اسی طرح جوان تھے' ہم میں سے کسی شخص نے کمزوری' بے ہمتی اور خوف کا مظاہرہ نہیں کیا۔ ہمیں یوں محسوس ہوتا تھا۔ ہم ضرور اس صحراء سے کامیاب لوٹیں گے' ہم اپنے قرب و جوار میں اللہ کی نصرت کی چاپ سن رہے تھے۔

۲۶ مئی کی شام جب ہم نے اپنی تیاریاں مکمل کر لیں' اسلام آباد کو گرین سگنل دے دیا اور ہیلمٹ اتار کر اپنی جلی ہوئی جلد پر کریم ملنے لگے تو اچانک ہوا نے رخ بدل لیا' صحراء سے ریت کے جھکڑ کنٹرول روم کی طرف ۔ ۔ لگے۔ ہم پریشان ہو گئے کیونکہ اس کا سیدھا سادہ مطلب تھا ہم ۲۷ مئی کو دھماکہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں رہے' ہم نے دوبارہ ہیلمٹ پہنے اور اپنی اپنی پناہ گاہ میں سر دے کر بیٹھ گئے۔ اس روز رات بھر ہوا چلتی رہی۔ رات بھر ہم دعائیں کرتے رہے' یہاں تک کہ ۲۷ مئی کی صبح طلوع ہو گئی لیکن ہوا کا رخ نہیں بدلا' بادپیما کا گراف نیچے نہیں آیا' اس روز درجہ حرارت بھی کچھ زیادہ ہی تھا' دن کے دس بجے ۵۳ ڈگری سینٹی گریڈ ہو گیا جس میں مسلسل اضافہ ہو رہا تھا۔ ہم اپنے سروں اور بازوؤں کو گرم ہوا کے تھپیڑوں سے بچانے کے لئے تولئے بار بار ٹھنڈے پانی میں ڈبوتے اور اوپر اوڑھ لیتے لیکن چند ہی منٹ بعد ہمیں دوبارہ پانی کی ضرورت پڑ جاتی' اس روز رات تک یہ عذاب جاری رہا ادھر ہر پندرہ منٹ بعد اسلام آباد سے پیغام آتا "کیا صورتحال ہے؟" ہم فوراً ہوا کا دباؤ اور رخ ماپ کر بتا دیتے جس کے جواب میں اُدھر سے سسکی کی آواز آتی اور رابطہ منقطع ہو جاتا۔

رات کے دس بجے' جی ہاں' ۲۷ مئی کی شب ٹھیک دس بجے ہوا کا رخ بدل گیا اب وہ دالبندین سے نلز اور وہاں سے دور صحرا کی طرف بھاگنے لگی۔ ہم نے خوشی سے نعرہ لگایا۔ ہم میں سے چند احباب نے نفل پڑھنے شروع کر دیئے جبکہ باقی ایک دوسرے کو مبارکبادیں دینے لگے۔ ہمیں یوں محسوس ہوتا تھا کہ اب منزل دور نہیں۔ ڈاکٹر ثمر نے اسلام آباد کو فوری پیغام دیا "سر ہم تیار ہیں اگر اجازت ہو تو صبح سات بجے بسم اللہ کر دیں" اُدھر سے جواب آیا "ہم آپ کی تجویز پر غور کر رہے ہیں' آپ اپنی تیاریاں جاری رکھیں۔"

اس رات ہم میں سے کسی شخص نے ایک لمحے کے لئے بھی آنکھ تک نہیں جھپکی' ہم سب ایک سنسنی انگیز' ایمی اور حیرت کے گہرے احساسات کے ساتھ رات بھر اپنا سسٹم چیک کرتے رہے' بادپیمائی کے آلات دیکھتے' جب سرشاری حد سے گزر جاتی تو باہر نکل کر شفاف آسمان سے باتیں کرنے لگتے۔ ہمیں یقین تھا صبح ہم پر نئے انعامات و اکرامات لے کر طلوع ہوگی۔ ہم فتح کے پھریرے لہراتے ہوئے اسلام آباد جائیں گے۔

ہم میں سے کچھ پچھلے دو برسوں سے اس بیابان میں آباد تھے' چند ایک ماہ سے مقیم تھے جبکہ ہم لوگ ۱۵ مئی کو آئے تھے' ہمارا خیال تھا ہم عہد قدیم کے کسی صحرا میں جا رہے ہیں لیکن جوں ہی ہماری جیپیں سائٹ پر پہنچیں تو ہمیں یہ دیکھ کر بڑی خوشگوار حیرت ہوئی کہ وہاں تو پورے کا پورا عارضی شہر آباد تھا' ریسٹ ہاؤس تھا' باتھ روم تھے' ڈائننگ ہال اور کھیل کا چھوٹا سا میدان تھا' بڑے بڑے جنریٹروں نے جنگل میں منگل کر رکھا تھا۔ لیکن ان تمام سہولیات کے باوجود ۵۴ ڈگری سینٹی گریڈ میں کام کرنا آسان نہیں تھا لیکن دلچسپ بات یہ کہ ہمیں ان ۱۵ مشکل ترین دنوں کا احساس ہی نہ ہوا۔ اور دن بھی دوزخ کی گرمی سے تپتے دن۔ ظاہر ہے ہم کسی پکنک پر تو آئے نہیں تھے قوم کی خدمت کیلئے آئے تھے جس نے ہمیں عزت اور وقار سے بھرپور ایک نرم اور گرم زندگی بخشی تھی۔

ہاں تو میں بتا رہا تھا ۲۷ اور ۲۸ مئی کی درمیانی رات ہم نے آنکھوں میں کاٹی۔ صبح چار بجے جب ہم نماز فجر سے فارغ ہوئے تو بدقسمتی سے ہوا نے پھر رخ بدل لیا' ہم سب پریشان ہوئے کیونکہ ہمیں معلوم تھا اب کوئی معجزہ ہی ہوا کو ایک دن میں رخ پلٹنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ آج تک تو ایسا ہوا نہیں کہ ہوا چلی ہو اور اس نے چند گھنٹوں میں اپنے زاویے بدل لئے ہوں۔ ہم سب زمین پر لیٹ گئے' کوئی

ناول پڑھنے لگا' کسی نے تسبیح شروع کر دی' جس کی نمازیں رہتی تھیں اس نے قضا پڑھنی شروع کر دیں' کچھ لوگوں نے لطیفہ گوئی شروع کر دی لیکن ہنسی کی آواز ان کی طرف سے بھی خال خال ہی آتی تھی۔ رہے کنٹرول روم میں ڈیوٹیاں دینے والے آپریٹر تو وہ گھنٹے گھنٹے بعد نشستیں بدل کر سارا نظام چیک کرتے اور سینئر سائنس دانوں کو "او کے" رپورٹ دیتے جسے وہ اسلام آباد نشر کر دیتے۔ ہمیں رات کو علم ہوا کہ ڈاکٹر ثمر مبارک اسلام آباد میں براہ راست وزیر اعظم سے گفتگو کرتے تھے۔

گیارہ بجے کے قریب معجزانہ طور پر ہوا کے دباؤ میں کمی آ گئی اور ریڈیائی کے آلات پر ہندسے جلنے بجھنے لگے' یہ ایک بڑی خوشخبری تھی' ہم سب کے چہرے خوشی سے تمتما اٹھے گو ابھی صورت حال مکمل قابو میں نہیں تھی لیکن اس کے امکانات دکھائی دینے لگے' ہم ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے' ڈاکٹر ثمر مبارک مند بدستور کچھ پڑھ رہے تھے۔

ٹھیک بارہ بج کر دس منٹ پر ہوا کا رخ پلٹ گیا' اب ہمارے لئے میدان صاف تھا' ہم نے ایک بار پھر نظام کی پڑتال کی' سارے فنکشن مکمل اور قابل استعمال تھے' ہم نے ایک بجے اسلام آباد کو "او کے" رپورٹ دے دی' ادھر کچھ دیر انتظار کا پیغام آیا' ہم نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور جا کر شلز تک کا دورہ کر آئے' ہر چیز معمول کے مطابق تھی' ہوا کے دباؤ نے ہمارے انتظام پر کہیں بھی کوئی اثر نہیں چھوڑا تھا۔ دو بجے اسلام آباد سے پیغام آیا اگر تین بجے تک کوئی حکم موصول نہیں ہوتا تو تین سے ساڑھے تین بجے کے دوران کسی وقت بسم اللہ کر دی جائے۔ یقین کریں یہ پیغام نہیں تھا ایک کرنٹ تھا جو ہماری ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گیا' ہمارے ہاتھ پاؤں میں سنسناہٹ سی ہونے لگی اور سر سے بہنے والا پسینہ چہرے پر لکیروں کا احساس چھوڑ کر قمیضوں میں جذب ہونے لگا' ہم اپنے گرد و پیش میں کامیابی کی سرسراہٹ سن رہے تھے۔

دو بج کر چالیس منٹ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر بھی وہاں پہنچ گئے' ہم سب نے نعروں سے ان کا استقبال کیا' انہوں نے خوشی سے ہم سب کو فرداً فرداً گلے لگایا اور شاباش دی' ہم سب پینل کے پیچھے کھڑے ہو گئے' ڈاکٹر مند اور دوسرے سینئر سائنس دانوں نے پوزیشنیں سنبھال لیں۔

تین بج کر ایک منٹ پر سپیکر آن ہوئے اور کنٹرول روم میں وزیر اعظم کی بااعتماد آواز گونجی انہوں نے ہماری کوششوں کو سراہا' پیشگی مبارک باد دی اور آخر میں ہمارے لئے کامیابی کی دعا کی جس پر وہاں موجود ہر شخص کی زبان سے آمین نکلا' ان کے بعد چیف آف آرمی سٹاف نے بھی مختصر خطاب کے ذریعے ہمارا حوصلہ بڑھایا۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ راۓ ونڈ اکتوبر کے بعد جائیں گے۔ (قاضی حسین احمد)

✪ اس لئے کہ ان دنوں گرمی بہت زیادہ ہے۔

☆ بے شک کارخانے بند ہو جائیں سیلز ٹیکس ختم نہیں ہو گا۔ (چیئرمین سینٹرل بورڈ آف ریونیو)

✪ یعنی "گلیاں ہو جان سنجیاں تے وچ "سی بی آر" پھرے۔

☆ حکمران جولائی' اگست تک اقتدار سے باہر ہوں گے۔ (علامہ طاہر القادری)

✪ علامہ صاحب! کس سال کے جولائی اگست میں؟

☆ جس کام کے لئے ۲۰ لاکھ ملے تھے وہ پورا کیا۔ (پیر پگاڑا)

✪ حق نمک ادا کرنا تو کوئی آپ سے سیکھے۔

☆ پیر پگاڑا کو میں نے نہیں آئی ایس آئی نے ۲۰ لاکھ روپے دیئے تھے۔ (جنرل مرزا اسلم بیگ)

✪ جنرل صاحب! مگر اس "کارِ خیر" کا حکم تو آپ ہی نے دیا تھا۔

☆ رائیونڈ فارم سے مجھے کوئی تکلیف نہیں' جنہیں تکلیف ہے وہ ضرور جائیں۔ (میاں طفیل)

✪ آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی!

☆ اسلامی انقلاب کی بات کرنے والے انتہا پسند ہیں۔ (بے نظیر بھٹو)

✪ طاہر القادری کی طرح

☆ کالا باغ ڈیم نہ بنا تو عوام ہاتھ والے پنکھے استعمال کریں گے۔ (ذوالفقار کھوسہ)

✪ سردار صاحب! آپ جیسے "خواص" کو عوام کی محرومیوں سے کیا واسطہ!

☆ پاکستانی ایٹمی دھماکوں کے حوالے سے مغربی دنیا منافقت سے کام لے رہی ہے۔ (عمران خان)

✪ خان صاحب! مسلمانوں کے حوالے سے پورا مغرب ہی "منافق" ہے۔

☆ ملک دیوالیہ ہونے کی حد تک پہنچ گیا۔ (فاروق لغاری)

✪ لغاری صاحب! آخر آپ کو ملک کے دیوالیہ ہونے کی اتنی پریشانی کیوں ہے؟

☆ سیاست میں آنے کا ارادہ نہیں۔ (حسین نواز)

✪ گویا شریف فیملی آپ کو ابھی "محفوظ" رکھنا چاہتی ہے۔

☆ "آپ کو عدالت میں کھڑے ہونے کی تمیز نہیں" (ہائی کورٹ کا پی پی کے رہنما کو انتباہ)

✪ "جیالا کلچر زندہ باد"

☆ عوام کا پیسہ نہیں لوٹا۔ (بے نظیر)

✪ محترمہ! سرکاری خزانہ بھی تو عوام ہی کی دولت ہوتی ہے!

☆ خواتین گھریلو تشدد کے خلاف کھل کر آواز بلند نہیں کرتیں۔ (لیڈی پولیس)

✪ اس لئے کہ گھر کی بات گھر ہی میں رہے تو عافیت رہتی ہے۔

☆ کارکن بے نظیر سے پوچھیں مارشل لاء کی باقیات کو ساتھ کیوں بٹھا رکھا ہے؟ (حنیف رامے)

✪ نواز شریف دشمنی کی وجہ سے۔

☆ پاکستان اور مسلم دنیا کے مسائل کا حل اسلامی تعلیمات میں ہے۔ (نواز شریف)

✪ مگر اس کے باوجود ہم اسلامی نظام نافذ نہیں کریں گے۔

☆ شوہر اپنی بیوی کو کہیں آنے جانے سے نہیں روک سکتا۔ (ناصرہ جاوید اقبال)

✪ "تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے"

توازن قائم رکھنا زندگی کا بہترین اصول ہے

دوسروں سے اپنی بات منوانے کے لئے سننے کا ڈھنگ آنا چاہئے

—— تحریر : سردار اعوان ——

ہمارا کردار اصلاً عادات کا مرکب ہے۔ مسلمہ اصول ہے ایک سوچ سے ایک عمل 'ایک عمل سے ایک عادت' ایک عادت سے ایک کردار اور کردار سے انجام طے پاتا ہے۔ خلائی جہازوں کے بارے میں آپ کو معلوم ہے کشش ثقل سے باہر نکلنے کے لئے ابتداً انہیں بہت زیادہ توانائی صرف کرنا پڑتی ہے لیکن پھر رفتہ رفتہ توانائی کی ضرورت کم ہوتی جاتی ہے' یہی معاملہ عادات کا ہے۔ خصوصاً بُری عادات سے پیچھا چھڑانا جوئے شیر لانے سے کم نہیں 'لیکن ناممکن بھی نہیں۔

عادت تین چیزوں سے بنتی ہے

۱) جاننا 'یعنی کیا کریں اور کیوں کریں۔

۲) طریقہ 'کیسے کریں اور

۳) خواہش 'کرنے کی خواہش۔

میری باتوں کا میری بیوی بچوں اور میرے رفقاء کار پر اس وقت تک کوئی اثر نہیں ہو سکتا جب تک میں ان کی بات نہیں سنوں گا۔ اگر انسانی تعلقات کے بارے میں صحیح اصول میں نہیں جانتا تو میں یہ نہیں جان سکتا کہ سننا کتنا ضروری ہے۔ اگر یہ جان بھی لوں کہ دوسروں سے اپنی بات منوانے کے لئے ان کی بات سننا ضروری ہے تو پھر سننے کا ڈھنگ بھی آنا چاہئے اور صرف یہی نہیں بلکہ سننے کی خواہش بھی ہو' تب جا کر کہیں سننے کی عادت بنتی ہے۔ یہ عمل خاصا دشوار ہے۔ کوئی بلند تر مقصد اور اس کے لئے چھوٹی موٹی خواہشات کی قربانی دینے کا جذبہ موجود نہ ہو تو آدمی یہ مشقت جھیلنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ لیکن قربانی دینے کا یہ عمل خوشی سے خالی نہیں۔ فوری خواہشات کو مستقبل کے لئے قربان کرنے سے ایک انجانی خوشی محسوس ہوتی ہے۔

بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو کلی طور پر دوسروں کا محتاج (dependent) ہوتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ وہ جسمانی' ذہنی' جذباتی اور معاشی طور پر خود مختار (independent) ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ جب انسان پوری طرح بلوغت کو پہنچ جاتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ کائنات کی ہر شے ایک دوسرے پر منحصر (interdependent) ہے۔ انسانوں سمیت کائنات کا ایک نظام ہے جس کے تحت ہر ذی روح اور غیر ذی روح باہم مربوط ہیں۔ چنانچہ کوئی انسان کائنات میں بالکل الگ تھلگ نہیں رہ سکتا۔ عام طور پر آزادی یا خود مختاری (independence) اعلیٰ ترین قدر خیال کی جاتی ہے لیکن یہ دراصل انحصاری (dependence) دوسروں کے بے جا تسلط اور استحصال کا ردعمل ہے جس نے آزادی کے نعرہ کو عوام میں مقبول کیا ہے حالانکہ اعلیٰ ترین انسانی قدر آزادی نہیں 'میل جول' ٹیم ورک اور اشتراک عملی ہے۔ ضرورت سے زیادہ آزادی کے نتیجہ میں تو انسانی معاشرہ اُلٹا شکست و ریخت کا شکار ہوا ہے لوگ گھربار' بیوی بچوں' معاشرتی ذمہ داریوں' اخلاق و کردار ہر شے سے "آزاد" ہو گئے ہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ "باہم انحصاری" (interdepence) کی سطح تک رسائی حاصل کرنے کے لئے انفرادی سطح پر آزاد (independent) ہونا ضروری ہے دوسروں پر انحصار کرنے والا شخص باہمی انحصاری کی سطح پر کوئی کردار ادا نہیں کر سکتا۔ یعنی بالکل فطری تدریج کے ساتھ معاملہ آگے بڑھتا ہے۔ dependent سے independent اور independent سے interdependence کے مرحلہ میں داخلہ ہوتا ہے۔ یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ آزادی سے مراد جسمانی' علمی' ذہنی' اخلاقی وغیرہ ہر قسم کی آزادی ہے اگر آپ کسی دوسرے کے ذہن سے سوچتے ہیں یا آپ فیصلہ کرنے کی قوت سے محروم ہیں تو آپ آزاد نہیں ہیں۔ گویا آپ کی اپنی شخصیت ہی اگر ادھوری ہے تو آپ دوسروں پر اثر انداز نہیں ہو سکتے لہٰذا اپنی ذات سے بسم اللہ کریں اور پھر آگے بڑھیں 'مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اپنی ذات میں ہی گم ہو جائیں بلکہ ایک قدرتی تدریج کے ساتھ اپنی ذات پر توجہ مرکوز رکھتے ہوئے گھر کے اندر اور باہر اپنا کردار ادا کرنے کی کوشش کریں۔ ایک باہم منحصر interdependent دنیا میں رہتے ہوئے آپ روزمرہ کے امور کو التوا میں نہیں ڈال سکتے۔

اس ساری بحث کا مقصد ایسے اصولوں کی جانب راہنمائی کرنا ہے جنہیں اختیار کر کے انسان ایک موثر زندگی بسر کر سکے۔ اس ضمن میں آپ کو وہ واقعہ یاد ہو گا کہ ایک کسان کے ہاتھ سونے کا انڈہ دینے والی مرغی آ گئی جس نے اچانک اس کے دن پھیر دیئے مگر دولت آئی تو دولت کی محبت اور مزید دولت کی پیاس بھی پیدا ہو گئی چنانچہ اُس نے دولت کے لالچ میں ایک ساتھ سارے انڈے حاصل کرنے کے لئے ایک دن اس مرغی کو ذبح کر ڈالا اور اس طرح دولت حاصل کرنے کا ذریعہ ہمیشہ کے لئے کھو دیا۔ اس واقعہ کے اندر ایک قدرتی قانون' ایک اصول۔ اثر پذیری کا بنیادی تصور موجود ہے' یعنی اکثر لوگوں کے ہاں سونے کے انڈے کی اصل اہمیت ہوتی ہے جتنے انڈے زیادہ پیدا ہوں گے اتنی آپ کے پاس دولت ہو گی اور اتنی ہی زیادہ آپ کی معاشرے میں عزت اور قدر و منزلت ہو گی مگر جب کہ ہم دیکھتے ہیں اس واقعہ میں دو چیزیں سامنے آتی ہیں سونے کے انڈے (پیداوار) اور مرغی (پیداواری یونٹ' اثاثہ) ان دونوں میں اگر آپ توازن نہیں رکھیں گے تو آپ ان میں سے ایک شے سے لازماً ہاتھ دھو لیں گے لہٰذا معلوم ہوا کہ توازن قائم رکھنا زندگی کا بہترین اصول ہے۔

بقیہ : گوشۂ سیرت

بانی کی پیدائش تھی۔ یہ تمام کرۂ ارضی کی سعادت کا ظہور تھا۔ یہ تمام نوع انسانی کے شرف و احترام کا قیام عام تھا۔ یہ انسانوں کی بادشاہتوں' قوموں کی بڑائیوں اور ملکوں کی فتوحات کا نہیں' بلکہ خدا کی ایک ہی اور عالمگیر بادشاہت کے عرش و جلال و جبروت کی آخری اور دائمی نمود تھی۔

پس یہی دن سب سے بڑا ہے کیونکہ اسی دن کے اندر دُنیا کی سب سے بڑی بڑائی ظاہر ہوئی۔ اس کی یاد نہ تو قوموں سے وابستہ ہے اور نہ نسلوں سے' بلکہ وہ تمام کرہ ارضی کی ایک عام اور مشترکہ عظمت ہے' جس کو وہ اس وقت تک نہیں بھلا سکتی جب تک کہ اس سچائی اور نیکی کی ضرورت ہے اور جب تک کہ اس کی زمین اپنی زندگی اور بقاء کے لئے عدالت اور صداقت کی محتاج ہے۔

انتقال پر ملال

تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر1 کے رفیق ڈاکٹر جاوید احمد کی والدہ محترمہ انتقال فرما گئیں ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

Accept Afghanistan as part of federation: Dr. Israr

(کراچی پریس کلب میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار کے خطاب کی رپورٹنگ 'بشکریہ ڈان کراچی)

Tehreek-e-Khilafat Pakistan chief Dr. Israr Ahmad said on Monday that the on going violence in Karachi was an outcome of a gangwar between the Muttahida Qaumi Movement and the Mohajir Qaumi Movement.

The enemies are also taking advantage of the situation, he said while addressing a news conference at Karachi Press Club on Monday.

"The only solution lies in reviving the Islamic spirit which is the need of the hour", said Dr. Israr.

He stressed the need for enforcing a true Islamic order in the country and said after the successful detonation of the nuclear device, Pakistan has achieved a unique place in the comity of nations and was in a better position to play the role for which Pakistan was created in the name of Islam.

It was the time when secularism was the craze throughout the world, he recalled.

Dr. Ahmad said the country had suffered a lot due to the policies of the successive governments, which did not implement an Islamic system during the last 50 years.

"If we missed the opportunity this time, the country would not be able to face the challenges in the wake of economic sanctions".

"The superiority of Urdu language was not acceptable to Sindhis, while in the matter of Kalabagh Dam, Sindhis do not trust in Punjab".

"All such problems are due to a crisis of credibility as people have not trust in rulers and can only be overcome if the perception of one-nation is promoted and practised", Dr. Israr said.

Stressing the need for creating administrative units by redemarcation of the present provinces, he said this would help overcome regional prejudices.

Dr. Israr Ahmad said if any common point which could become the point of unity was the spirit of Islam.

He said Pakistan could take first step towards Muslim unity by accepting the offer of Mulla Omar for Federation with Afghanistan and in the second phase, Iran could also join it.

Recalling the present geographical position, he said Pakistan had no defense depth for its defense against Indian aggression and if Afghanistan becomes part of the federation, it would become impregnable.

He said Pakistan had acquired a special status in the Muslim world after conducting nuclear tests, which, he added, had granted the leadership of Islamic countries.

The Tanzeem chief called for elimination of all sections from the book of statue contradictory to the Quran and the Sunnah and said he was trying to muster support from all religious parties on the issue of introducing Islamic laws as supreme authority in the state.

The Jammat-e-Islami, Jamiat Ulema Pakistan, Tehrik-e-Jaffria, and Jamiat Ahle Hadith have assured us of their unequivocal cooperation.

Dr. Israr said restructuring of the constitution in line with the Holy Quran and the Sunnah could not be possible by pushing a button, but through a time-frame given to carry out each amendment in the constitution.

Terming the interest-based economy a biggest hurdle in the progress of the country, he said the Nawaz government was in a position to get rid of it. But, he said, despite personal assurances by Prime Minister Nawaz Sharif that interest-based economy would be abolished within a year, no step had been taken towards it.

He said the Prime Minister did amend the constitution just to get more powers. Likewise in his national agenda, he did not mention if he would take any step for the restructuring of the constitution, in accordance with the Islamic laws.

He was critical of the role of the religious parties, which, he said, had lost their influence as they have jumped into a political fray. Their actual role was to instill a sense of confidence and perception among the nation about Islam

("DAWN" July 7, 1998)

<u>پریس ریلیز</u>

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف سے ملاقات

۱۳ جولائی = امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد نے وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف سے وزیر اعظم ہاؤس ماڈل ٹاؤن لاہور میں قریباً ایک گھنٹہ ملاقات کی اور ان کی خدمت میں دستور پاکستان میں قرآن و سنت کی بلا استثناء بالادستی کے لئے ضروری ترامیم اور سود کے انسداد کے ضمن میں اپنی سابقہ گزارشات کا اعادہ کیا اور ان سے درخواست کی کہ یہ دونوں کام اب بلا تاخیر انجام دے کر "دینی دھماکہ" کر بھی کر گزریئے۔ لگ بھگ ایک گھنٹہ کی اس ملاقات میں ڈاکٹر صاحب نے انہیں یاد دلایا کہ قائد اعظم اور خان لیاقت علی خان کے بعد اس ملک میں ذوالفقار علی بھٹو کو اللہ نے موقع دیا تھا کہ وہ چاہتا تو جاگیرداری اور زمینداری کا خاتمہ کر کے کم از کم اس ملک کا ماؤزے تنگ بن سکتا تھا۔ دوسری شخصیت مرحوم ضیاء الحق کی تھی جو عمر ابن عبدالعزیزؒ کا مقام و مرتبہ حاصل کر لیتے اگر یہاں حقیقی اسلام نافذ کر دیتے مگر بد قسمتی سے دونوں اپنی اپنی جگہ کوئی اہم کام سرانجام دینے میں ناکام رہے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ موقعہ عطا کیا ہے۔ پاکستان کے جوہری طاقت بن جانے کے بعد پورے عالم اسلام میں آپ کو ایک منفرد مقام پر لا کھڑا کیا ہے۔ پاکستان اس وقت انتہائی نازک صورتحال سے دوچار ہے۔ خاص کر موجودہ مالیاتی بحران اور عالمی دباؤ کے نتیجے میں ملک اگر انارکی یا بد نظمی کی لپیٹ میں آگیا تو یہ موقع آپ کے ہاتھ سے نکل جائے گا لہذا یہ آپ کی ہمت و عزیمت کا امتحان ہے کہ اس عظیم مقام و مرتبے کا حق ادا کرتے ہیں یا نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جناب وزیر اعظم صاحب کے گوش گزار کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی بقاء اور استحکام کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ یہاں اسلام کا حقیقی عادلانہ نظام قائم کیا جائے لہذا اس ضمن میں دو کام فوری طور پر کرنے کے ہیں۔ ایک یہ کہ پاکستان میں اسلام کے نفاذ کے لئے کم از کم دستور کی سطح پر جملہ تقاضے بتمام و کمال پورے کر دیئے جائیں اور پاکستان کے موجودہ دستور میں جو چور دروازے رکھے گئے ہیں انہیں بند کیا جائے۔ دوسرے انسداد سود کے لئے راجہ ظفر الحق صاحب کی تیار کردہ سفارشات کو شائع کر کے ان پر مناسب طور سے عمل کا آغاز کیا جائے اور ساتھ ہی حضرت عمرؓ کے اجتہاد اور اس پر اجماع کی رو سے پاکستان کی تمام اراضی "خراجی" قرار دی جائیں اور بالکل نیا بندوبست اراضی کیا جائے جس کے تحت کاشتکار براہ راست بیت المال کو خراج ادا کرے۔ لیکن ان تمام باتوں سے بالاتر ڈاکٹر صاحب نے وزیر اعظم صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ خود ایک روشن مثال بن کر سامنے آئیں۔ عوام کو اگر پیٹ پر پتھر باندھنے کے لئے کہیں تو انہیں نظر آئے کہ حکمران بھی قربانی دینے میں پیچھے نہیں ہیں صرف ایک طریقہ ہے جسے اختیار کر کے طرح طرح کی افواہوں' قیاس آرائیوں اور سیکنڈلز کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔

تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی کے زیر اہتمام تفہیم دین کورس

۸ تا ۱۰ جون ۹۸ء تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی کے زیر اہتمام تین روزہ "تفہیم دین کورس" بمقام ادارہ گلبانی و چمن آرائی زراعت ہاؤس ۲۱۔ ڈیوس روڈ منعقد ہوا۔ یہ پروگرام جناب قرۃ العین خان کی خصوصی محنت اور ادارے کے مختلف افسران کے تعاون سے منعقد ہوا۔ جس کا مقصد ادارے میں زیر تعلیم مختلف تعلیمی صلاحیتوں کے حامل طلباء و طالبات تک دین کا صحیح تصور پہنچانا تھا۔ تین دنوں کے لئے تین مختلف عنوانات مخصوص کئے گئے تھے۔ (i) ایمانیات (ii) دین اسلام میں حصول علم کی اہمیت (iii) فرائض دینی کا جامع تصور، مندرجہ بالا عنوانات کے لئے بالترتیب جناب اقبال حسین صاحب تنظیم اسلامی لاہور شمالی کے امیر، جناب ریٹائرڈ کرنل محمد یونس (نقیب اُسرہ کینٹ) اور جناب محمد مبشر (نقیب اُسرہ ڈیفنس) کو ذمہ داری سونپی گئی۔ پروگرام کے آغاز میں جناب قرۃ العین نے پروگرام کی ضرورت و اہمیت کو واضح کیا۔ جناب اقبال حسین نے قرآنی آیات اور احادیث سے مزین اپنا لیکچر پیش کیا۔ سورۃ آل عمران کے حوالے سے اللہ پر ایمان کے سلسلے میں غور و فکر و تدبر کرنے والے افراد کی رسائی کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے حاضرین کو اللہ کی ان نشانیوں پر غور و فکر کی دعوت دی۔ بعدہٗ سورۃ تغابن کے دوسرے رکوع کے حوالے سے ایمان کے ثمرات نہایت عمدگی سے بیان کئے۔ ایمان کے ذریعے سے جو سکون قلبی حاصل ہوتا ہے اور انسان راضی بہ رضائے رب رہنے کی جو صلاحیت حاصل کرلیتا ہے اس کی نشاندہی کر کے ایمان کو ٹٹولنے اور اس کا جائزہ لینے کی دعوت دی۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ تفہیم دین کورس کے دوسرے دن کے شرکاء خاص طور پر داد کے قابل ہیں کہ موضوع کی ثقالت کے ساتھ ہی ساتھ بجلی بھی "داغ مفارقت" دے گئی۔ کرنل محمد یونس صاحب نے اپنے مخصوص علمی انداز میں اسلام میں حصول علم کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ انہوں نے خاص طور پر جدید سائنسی معلومات کے حوالے سے اللہ کی پہچان کو موضوعِ سخن بنایا۔ انہوں نے کہا کہ دین اسلام علم کے حصول کی طرف راغب کرتا ہے جس میں انسانی اجتماعیت کی بہتری موجود ہو اور اسلام اس علم سے منع فرماتا ہے جو محض لذات دنیوی اور خواہشات کے حصول کا ذریعہ ہے۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ نے کائنات کے اس سارے سلسلے میں قیامت تک پیش آنے والے واقعات کے لئے جو پیشگی اقدامات کر رکھے ہیں۔ ان کو جدید علوم خاص طور پر سائنسی ترقی کے حوالے سے کیونکر جانا اور پہچانا جا سکتا ہے اس کی نہایت خوبصورت علمی انداز میں وضاحت کی۔ حاضرین نے آخر میں سولات بھی کئے۔

کورس کے آخری دن جناب محمد مبشر نے فرائض دینی کے تصور کے حوالے سے سہ منزلہ عمارت کا نقشہ بنایا۔ بعد میں دوران لیکچر انہوں نے اس سارے نقشے عنوانات تحریر کئے۔ پہلے دو دنوں میں ہونے والی گفتگو کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ایمان کے حصول کے بعد دین میں صحیح علم کے حصول کی اہمیت بیان کی گئی ہے لہٰذا ہمارا سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہئے کہ ہم اپنے دینی فرائض کو صحیح طور پر پہچان لیں۔ اللہ کا بندہ بننا ہمارا پہلا اور بنیادی فرض ہے دوسرے درجے میں اللہ کی بندگی کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانا اور تیسرے درجے میں اللہ کی بندگی کے اس نظام کو نافذ کرنا کہ سب کے لئے اللہ کی بندگی آسان ہو جائے، یہ ہمارے دینی فرائض کا صحیح رخ ہے۔

بدقسمتی سے ہم نے دین کو صرف انفرادی دائرے تک محدود کر لیا ہے اور اس میں بھی صرف عبادات اربعہ یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی حد تک جبکہ دین اسلام میں اجتماعی زندگی کے لئے جو معاشی معاشرتی اور سیاسی تعلیم دی گئی ہے، جس کی بنیاد پر ایک صالحہ معاشرہ وجود میں آسکتا ہے اس کو سرے سے نظر انداز کر دیا ہے۔ یہ سب کام کرنے کے لئے ایک اجتماعی جدوجہد کی ضرورت ہے جو جماعت کی شکل میں ہی ممکن ہے اور اس کے لئے نظم جماعت صرف اور صرف بیعت ہے۔ جو کہ اب رسولؐ کے بعد سمع و طاعت فی المعروف کی شکل میں موجود ہے۔ حاضرین نے لیکچر کے بعد سوالات بھی کئے۔ اختتام سے پہلے جناب قرۃ العین نے افسران محکمہ کا شکریہ ادا کیا جن کے خصوصی تعاون سے یہ پروگرام منعقد ہو سکا۔ دعا سے پہلے تمام حاضرین میں تحفہ کے طور پر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے کتابچے (i) فرائض دین کا جامع تصور (ii) راہ نجات (iii) نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں (iv) نظام خلافت کیا، کیوں اور کیسے تقسیم کئے گئے۔ کورس کے شرکاء کی اوسط حاضری ۴۵/ احباب رہی۔

تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی کے تحت ہونے والے "تفہیم دین کورس" کی کلاس کا منظر

ہمارا مطالبہ ہماری اپیل
... دستور خلافت کی تکمیل

مبتدی تربیت گاہ

19 تا 26 جولائی 98ء

بمقام: سرسید پبلک سکول نزد گورنمنٹ سول ہسپتال میں ایک مبتدی تربیت گاہ منعقد ہو رہی ہے۔

مدین کے ویگن اسٹاپ پر شرکاء حضرات کے لئے ایک استقبالیہ کیمپ موجود ہو گا۔

تنظیم اسلامی ڈسکہ کی دعوتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی ڈسکہ کے زیر اہتمام ۲۴/جون ۱۹۹۸ء سے ۳۰/جون ۱۹۹۸ء تک "ڈپلومہ ان اسلامک ایجوکیشن" کورس کا اہتمام کیا گیا۔ ایک صد پچاس طلباء نے فارم جمع کرائے جبکہ کورس میں ایک صد طلباء نے شرکت کی۔ لیکچرز کے موضوعات حسب ذیل تھے۔

۱۔ حقیقت ایمان ۲۔ نیکی کا حقیقی تصور ۳۔ نبی کریمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں ۴۔ حقیقت جہاد ۵۔ فرائض دینی کا جامع تصور ۶۔ مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق ۷۔ اسلامی انقلاب کا نبویؐ طریق۔

مقررین حسب ذیل تھے۔

۱۔ جناب شاہد اسلم ۲۔ شمس العارفین ۳۔ پروفیسر احمد بشیر وڑائچ ۴۔ محمد اشرف ڈھلوں ۵۔ جناب مرزا ندیم بیگ ۶۔ جناب حافظ مشتاق ربانی ۷۔ جناب محمد

تنظیم اسلامی لاہور غربی کے زیر اہتمام فیروز والہ میں جلسۂ خلافت

بعد نماز مغرب فیروز والا چوک میں تنظیم اسلامی لاہور غربی کے زیر اہتمام جلسۂ خلافت زیر صدارت امیر لاہور شہر محترم پروفیسر فیاض حکیم ہوا۔ جلسہ کا آغاز تلاوت آیات ربانی سے ہوا جس کی سعادت راقم نے حاصل کی۔ اسکے بعد بارگاہِ رسالتؐ میں گلہائے عقیدت کے پھول نچھاور کرنے کیلئے بلبل گلشن مصطفیٰ، جناب مولانا افتخار احمد کو دعوت دی گئی جنہوں نے نہایت ہی خوبصورت انداز میں ہدیہ عقیدت پیش کیا۔

سٹیج سیکرٹری راہ حق پر مجاہدانہ انداز میں چلنے والے، نعیم اختر عدنان تھے۔ وہ گاہے بگاہے تنظیم کا تعارف کراتے ہوئے سامعین کو تنظیمی فکر بہم پہنچاتے رہے۔ نعیم صاحب کی تنظیم سے وفا اور لگن ہم ایسے غافلوں اور کوتاہی کر جانے والوں کے لئے مشعل راہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک generating force بھی ثابت ہوتی ہے۔ امیر محترم کے ارشادات اور علامہ اقبال کے اشعار سے انہوں نے وہ فاصلہ ختم کر دیا جو مقرر اور سامعین کے درمیان ہوتا ہے۔ وہ بلاواسطہ و بلاشبہ سامعین کے فکر و نظر کی ترجمانی کر رہے تھے۔

نعت رسول مقبول کے بعد امیر حلقہ لاہور جناب فیاض حکیم نے پنجابی زبان پر مشتمل ایک نظم سنائی جو ۲۸/ مئی کے ایٹمی دھماکوں اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے قومی جذبات کی ترجمانی کر رہی تھی۔

جلسہ کے مقرر پروفیسر حافظ خالد محمود تھے۔ عشق مصطفیٰؐ اور آیات قرآنی میں مگن اور ان کا گہرا تاثر لینے والے اس مردِ درویش سے جلسہ میں وہ جذبہ پیدا ہوا، جس کے لئے تنظیم اسلامی کے کارکنان نے یہ اہتمام کیا تھا۔ انہوں نے اپنی گفتگو کے لئے "هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی" کی مشہور آیت قرآنی کا انتخاب کیا۔ انہوں نے کہا ہم ایک ایٹمی قوت بن چکے ہیں۔ انہوں نے اپنی گفتگو اس نکتہ پر کی کہ "ہم کہاں کھڑے ہیں؟"۔ دنیا میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد ایک ارب سے بھی زائد ہے نیز مسلمان مال و دولت سے مالا مال ہیں، اس کے باوجود سخت مایوسیوں اور حالات کی ظالم چکی میں مسلمان ہی سب سے زیادہ پس رہے ہیں۔ انہوں نے سعودی عرب اور عراق کے حالات پر بھی تبصرہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ مغربی اور لادینی قوتیں عالمی سطح پر پروپیگنڈہ کرتی نظر آ رہی ہیں کہ مسلمان قوم کو اس انداز میں ابھارو کہ وہ ٹوٹ پھوٹ کر رہ جائیں اور اُن کا تشخص ان کے اپنے کرتوتوں ہی کے بل بوتے پر حرف غلط کی طرح مٹ جائے۔ مسلمانوں کی کمزوری سے بڑی طاقتیں فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ فحاشی اور بے حیائی پر کڑے اور سخت ترین الفاظ میں تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان نعمتوں سے مالا مال سرزمین ہے مگر ہم نے اپنی بے ایمانیوں سے اس کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہے۔ آج عصمتیں لٹ رہی ہیں، رشوت کا بازار گرم ہے کیونکہ اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا یہ ملک اسلام سے خالی ہے۔

انہوں نے کہا ہم نے بغاوت پر مبنی نظام کو اپنے سینے سے لگایا ہوا ہے نتیجتاً بے روزگاری، بے حیائی، فحاشی، بے ایمانی، بد عملی کا تاریک اور خوفناک طوفاں ہمیں عنقریب گھیرے میں لینے کو ہے۔ جب تک ہم نظام خلافت کو قائم نہیں کرتے ہم مسلسل پریشانیوں اور مشکلات کا شکار رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ جس طرح ایٹمی دھماکہ ہوا ہے کاش کہ اس ملک میں "دینی دھماکہ" بھی ہو جائے۔ آج ہم فخر سے سربلند کر کے چل رہے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ حالات ہمیں کفر کی چوکھٹ پر پھر سجدہ ریز کر دیں۔ اگر ایسا مرحلہ آ گیا تو وہ قیامت خیز ہو گا۔ انہوں نے اشارہ کیا کہ ہمارے عوام الناس اور سرمایہ دار دو دھڑوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ بلکہ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم اپنے باغیانہ رویہ میں مسلسل شدت پیدا کرتے جا رہے ہیں۔ حکومت نے نہ صرف سود کے خاتمہ کا اعلان نہیں کیا بلکہ وہ اسے پروان چڑھا رہی ہے۔ ان حالات میں رضائے الٰہی کا حصول لازمی ہے وگرنہ "تمہاری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں" نظام خلافت کے خدوخال پر روشنی ڈالتے ہوئے پروفیسر خالد محمود نے بتایا کہ معاشی، سیاسی، سماجی سطحوں پر متوازن اور عدل پر مبنی معاشرہ دینے والا نظام ہے۔ تمام مسلمان نظام خلافت کے تحت قانون کی نظر میں برابر ہوں گے معاشی سطح پر نہ صرف انسان بلکہ حیوان کا بھی خیال رکھا جائے گا۔ انہوں نے کہا تنظیم اسلامی ایک نظریاتی جماعت ہے جس کے پاس قرآن ایک نظریہ کی شکل میں موجود ہے۔ یہ جماعت بیعت سمع و طاعت پر معرض وجود میں آئی ہے جس کا مقصد اولاً پاکستان اور آخر پورے کرۂ ارض پر نفاذ اسلام کر کے خلافت کو قائم کرنا ہے۔

آخری کلمات کے لئے نائب امیر حلقہ لاہور جناب پروفیسر فیاض حکیم کو دعوت دی گئی۔ انہوں نے جچے تلے اور جامع الفاظ میں، حوصلہ بھرا اور امید افزا پیغام دیا۔ انہوں نے کہ مملکت خداداد پاکستان میں ہر مقام معجزہ سے عبارت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ دین محمدیؐ یعنی نظام خلافت ضرور قائم ہو گا۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ یہ سعادت اللہ کس کو دیتا ہے! اگر ہم اس کو نافذ کریں تو یہ تاج ہمارے سر پر رکھا جائے گا لیکن اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو اللہ کے لئے کسی ایک قوم کو ختم کرنا یا اس سے یہ ذمہ داری چھین لینا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ انہوں نے اپنی جامع اور پر مغز گفتگو کو نقطۂ اختتام پر پہنچایا۔

(رپورٹ : محمد منیر، شاہدرہ)

تنظیم اسلامی لاہور غربی کے زیر اہتمام حلقہ لاہور کے دو روزہ پروگرام کے موقع پر فیروز والا میں منعقدہ جلسہ خلافت سے جناب افتخار احمد اور نعیم اختر عدنان خطاب کرتے ہوئے، جلسہ کی صدارت نائب امیر حلقہ پروفیسر فیاض حکیم نے کی جبکہ ان کے ساتھ لاہور غربی کے امیر حافظ علاء الدین بیٹھے ہیں۔

اشرف وصی۔ لیکچرز کے اختتام پر لیکچرز کے بارے میں سوالنامے دیئے گئے اور جوابات بھی حاصل کئے گئے۔ آٹھویں روز شرکاء سے کورس کے بارے میں تاثرات دریافت کئے گئے۔ کورس میں شرکت کرنے والوں میں ایڈووکیٹ صاحبان، اساتذہ اور عربی مدارس کے طلباء اور اساتذہ بھی شامل تھے۔ کورس کے انعقاد میں تعاون کرنے پر تنظیم اسلامی ڈسکہ نیو امراء کالج آف کامرس انتظامیہ کی شکر گزار ہے۔

اُسرہ فیصل آباد شہر کا دعوتی پروگرام

۲۱ جون بعد نماز مغرب دفتر ماہنامہ "روح انسانیت ٹائمز" غلام محمد آباد میں ایک دعوتی پروگرام منعقد ہوا، جس میں راقم کے علاوہ امیر حلقہ غربی پنجاب رشید عمر، تنظیم فیصل آباد کے امیر محمد اسلم اور چیف ایڈیٹر "روح انسانیت" جناب یاسین بزمی نے شرکت کی۔ محمد اسلم صاحب نے "فرائض دینی کا جامع تصور" پیش کیا۔ خطاب کے بعد میگزین کے لئے رشید عمر اور محمد اسلم نے انٹرویو دیا۔ (رپورٹ : حافظ محمد ارشد)

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۷، شمارہ ۲۷
سالانہ زرتعاون ۔/۱۷۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۴۲۔۵۸۶۹۵۰۱

معاونین:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

مسلم اُمہ ۔ خبروں کے آئینے میں (انتخاب: مرزا ندیم بیگ)

پورا ہندوستان مسلمان ہو جائے گا، ہندو مبلغین کی تشویش

بھارت کے طول و عرض میں ہندو مذہب کے مبلغین اس اندیشے کے خوف سے کہ کہیں پورا ہندوستان مسلمان نہ ہو جائے مسلمانوں کو اپنا مذہب اسلام چھوڑ کر ہندو مذہب اختیار کرنے پر قائل کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ ہندو مبلغ مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوششوں میں مصروف ہیں کہ تمہارے آباؤ اجداد ہندو تھے، جنہیں بارھویں صدی عیسوی میں مغل بادشاہوں نے مسلمان کر دیا تھا۔ ہندو انتہا پسند جماعت وشوا ہندو پریشد کے رہنما پریم نارائن کا کہنا ہے کہ ان دنوں مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ وہ اپنی بہتری کے لئے اسلام چھوڑ دیں کیونکہ ان کے آباؤ اجداد نے ہندو مذہب کو چھوڑ کر اسلام کو اختیار کیا تھا۔ اس زہریلے پروپیگنڈے نے کئی علاقوں میں اپنا رنگ دکھانا شروع کر دیا ہے اور کئی ہندو اکثریتی علاقوں میں مسلمان خود کو ہندو کہتے ہیں لیکن درپردہ اسلامی عبادات پر بھی عمل پیرا ہیں۔ وشوا ہندو پریشد کے کارکن گاؤں گاؤں جاکر غریب مسلمانوں کو بہتر زندگی اختیار کرنے کے لئے ہندو مذہب کو اختیار کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں۔ ایک مسلمان الیکٹریشن نے بتایا کہ اس نے اسلام اس لئے ترک کیا ہے کہ اس کے دو بیٹوں کو تعلیمی اداروں میں داخلہ مل سکے۔ ایک ہندو رہنما نے کہا کہ ہمارا منصوبہ طویل عرصہ پر محیط ہے۔ ہمیں اپنے مقاصد کی کامیابی کے لئے کئی برس بھی لگ سکتے ہیں جس کے لئے ہم ذہنی طور پر تیار ہیں۔

افغانستان میں اسلامی آئین کی تیاری کا کام شروع

اسلامی امارت افغانستان میں ملک کا نظم و نسق چلانے کے لئے شرعی آئین کی باقاعدہ تدوین کا کام شروع ہو گیا ہے۔ آئین کی تدوین کا کام امیرالمومنین ملا عمر کے ایک خصوصی فرمان پر وزارت عدل و انصاف نے شروع کیا ہے۔ اس ضمن میں سابقہ آئین سے بھی مدد لی جائے گی اور اس میں شامل تمام غیر اسلامی شقوں کو حذف کر دیا جائے گا۔ وزارت عدل نے فوری طور پر علماء کرام کے اجلاس میں کام شروع کر دیا ہے اور امید ہے کہ آئندہ چند ہفتوں میں بنیادی آئین بنا کر امیر المومنین ملا عمر کو بھیج دیا جائے گا۔

گنبد صخریٰ کے احاطے میں ⑩ انتہا پسند یہودیوں کی عبادت

مسلمانوں کے مقدس ترین مقام گنبد صخریٰ کے احاطے میں گزشتہ دنوں ۱۰ انتہا پسند یہودیوں نے عبادت کی۔ انتہا پسندوں کے رہنما انیزون نے اسے اپنی بڑی کامیابی قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے قبل انہیں بڑے دروازے سے واپس لوٹ جانا پڑتا تھا مگر گزشتہ سال اسرائیلی عدالت نے انہیں عبادت نہ کرنے کی شرط کے ساتھ اندر جانے کی اجازت دے دی تھی۔ انتہا پسند یہودی اس مقام کو اپنی عبادت گاہ بنانا چاہتے ہیں جبکہ مسلمانوں کا کہنا ہے کہ ایسا کرنے سے بدترین فسادات پھوٹ پڑیں گے۔

آئی ایس آئی کے نام پر آندھرا پردیش میں گرفتاریاں

بھارت کی جنوبی ریاست آندھرا پردیش میں حال ہی میں پاکستان کی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی کے مشتبہ ایجنٹوں کی مبینہ گرفتاریوں کے ساتھ مقامی مسلمانوں کی گرفتاریوں کے نتیجہ میں ریاست کے مسلمانوں میں بے چینی پھیل گئی ہے جس پر مسلم رہنماؤں نے احتجاج ریاستی کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ چندرا بابو نائیڈو کی طرف سے بی جے پی کی حمایت کے بعد آندھرا پردیش میں مبینہ طور پر آئی ایس آئی کے ایجنٹوں کی گرفتاریوں کا سلسلہ تیز ہو گیا ہے۔ ریاستی انتظامیہ اور پولیس میں فرقہ پرست عناصر ابھر کر سامنے آئے ہیں اور مسلم اقلیت کو ہراساں کرنے کا سلسلہ چل پڑا ہے۔

طالبان کی مزید پیش قدمی، شمالی اتحاد میں پھوٹ پڑ گئی

افغانستان میں طالبان شمال کی جانب سے پیش قدمی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ مخالف اتحاد اتنا بٹا ہوا ہے کہ جنرل رشید دوستم شبرغان کے محاذ پر اور احمد شاہ مسعود قندوز کے محاذ پر طالبان کے خلاف اکیلے ہی لڑ رہے ہیں۔ مزار شریف پر کنٹرول کے لئے دوستم اور دیگر اتحادیوں میں بھی جھڑپیں ہوئی ہیں۔ رپورٹ کے مطابق شمالی اتحاد میں پڑنے والی پھوٹ شدت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ طالبان نے گزشتہ روز شمال مغربی صوبے فاریاب کے دارالحکومت میمانہ پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔

اسرائیل ایٹم بنا سکتا ہے تو پاکستان کیوں نہیں؟ ○ یاسر عرفات

فلسطین کے صدر یاسر عرفات نے پاکستان کے ایٹمی موقف کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر اسرائیل کے پاس ایٹمی ہتھیار موجود ہیں تو پاکستان کیوں ایٹمی ہتھیار نہیں رکھ سکتا۔ فلسطینی صدر نے کہا کہ پوری اسلامی دنیا پاکستان کے ایٹمی تجربات کی حمایت کرتی ہے کیونکہ پاکستان کا ایٹمی صلاحیت حاصل کرنا بہت مثبت پیش رفت ہے اور اس پر مسلم اور عرب ممالک میں مثبت ردعمل ہوا ہے۔ ایٹمی ہتھیار حاصل کرنا پاکستان کا حق ہے۔ مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے عمل کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے یاسر عرفات نے کہا کہ اگر اسرائیل نے معاہدے کے تحت فلسطینی علاقے خالی نہ کئے تو ہم آئندہ تین سال تک فلسطین کی آزاد ریاست کا اعلان کر دیں گے۔

بحمد اللہ اب
ڈاکٹر اسرار احمد
کے تازہ ترین دروس اور خطابات بذریعہ **انٹرنیٹ**
پوری دنیا میں اس پتہ پر سنے جاسکتے ہیں
www.tanzeem.org.pk
المعلن: ناظم شعبہ سمع و بصر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور